ম182

1895
100 pages
done

بعون فتاح مخزن وسیع و روح افزا و فیض فروغ بخش طبع سخن سنج شعرا

نسخۂ فصاحت عنوان ظرافت بنیان شمع کاشانۂ مسرت چراغ بزم فرحت مخزن لطائف

عجیبہ معدن ظرافت غریبہ مطلع دیوان شادمانی مقطع قصیدۂ کامرانی موسوم باسم تاریخی

مخزن الفصاحت

معروف بہ

دیوان عنایت

مصنفہ شاعر باکمال ظریف بیمثال طوطی گلستان مذاق بلبل چمنستان اخلاق منشی

عنایت اللہ خان صاحب عرف کالے خان متخلص بہ سفلی و عنایت شاگرد شیخ محمد زمان مرحوم

جو منشی امیر اللہ خاں صاحب برادر زادہ مصنف نے

ابو العلائی اسٹیم پریس آگرہ میں چھپوا کر خود شائع کیا

قیمت فی جلد ۱۲ محصول ڈاک ۴ —

تقریظ تاریخی ترتیب دیوان از نتائج طبع شاعر باکمال مورخ بے مثال جناب فقیر محمد خان صاحب انور مرحوم مغفور

اللہ اللہ عجب دُر افشان کلام مبارک انجام ہے ۱۳۰۷ھ
سبحان اللہ کیا حسن سخن پسندیدہ عام ہے ۱۳۰۷ھ

معشوقان کج ادا اس کلام دلاویز کے عاشق ۱۳۰۷ھ
عاشقان باوفا اس محبوب جلوہ نما کے شائق ۱۳۰۷ھ

یہ دیوان فصاحت عنوان محبوب جہان ہر دل عزیز ہے ۱۳۰۷ھ
اس شاہد لطیفہ گو کا طالب ہر اہل تمیز ہے ۱۳۰۷ھ

احباب معنی نگار حرز جان سمجھتے ہین ۱۳۰۷ھ
اصحاب بلند طبع گنج شائگان سمجھتے ہین ۱۳۰۷ھ

اہل مذاق کو یہ طرز جدید بدل پسند ۱۳۰۷ھ
مردم آفاق اسکے جمال جلوہ افروز کے آرزومند ۱۳۰۷ھ

لو دیکھو کیا دلکش گلزار ہمیشہ بہار ہے ۱۳۰۷ھ
جسکی سیر انبساط افزا مشتاق دل بیقرار ہے ۱۳۰۷ھ

کیون نہو کس فہمی کمال کا مزیب و اعجوبہ کلام ہے ۱۳۰۷
الحق کہ پسند طبع جمیع خاص و عام ہے ۱۳۰۷ھ

بذلہ سنج و فصیح و صدق بیان ۱۳۰۷ھ
زہے گویا عنایت اللہ خان ۱۳۰۷ھ

مصدر علم صاحب اخلاق ۱۳۰۷ھ
ہین مروت مین شہرۂ آفاق ۱۳۰۷ھ

سخی و حق شناس طالب فن ۱۳۰۷ھ
بحر فائق کے ہین وہ دُر ثمین ۱۳۰۷

ناظم نامی دلیق جہان ۱۳۰۷ھ
ناثر سربلند سیف زبان ۱۳۰۷

مرد نازک خیال گوہر سنج ۱۳۰۷ھ
آدمی ہین سخنور و بے رنج ۱۳۰۷

سخن انکا نوید دولت ہے ۱۳۰۷ھ
دل شائق کو جس سے فرحت ہے ۱۳۰۷

دل کی کاہش کی روک تھام رہے ۱۳۰۷ھ
نامہ فیض یہ کلام رہے ۱۳۰۷ھ

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زینت کلام اُس ناظم دیوان کائنات کی حمد و ثنا ہے جس نے بیاض آفتاب کو اشعار شعاع سے منور کیا ہے - رباعی چار عنصر سے جسم انسان کو تضمین کر کے خلعت ابیات حواس خمسہ عطا فرمایا - مادہ عقل و گویائی عنایت کر کے اشرف المخلوق بنایا تعالیٰ شانہٗ آرائش سخن اُس معنی شناس حقیقت و معرفت کی نعت پاک ہے جو دیوان آفرینش کا پہلا مطلع اور قصیدۂ نبوت کا مقطع ہے مسدس شش جہت عالم مین توحید کا مصرعہ شائع کیا۔ مشرکون کو دعوت اسلام کے فیض سے دین و ایمان مین فرد بنا دیا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اسکے بعد بندۂ خاکسار ذرۂ بیمقدار امیر اللہ خان ابن منشی فقیر محمد خان صاحب انور جوہر شناسان سخن کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ اکمل الشعرا افصح الفصحا شاعر خوش فکر و نازک خیال ظریف بیمثال جناب عم

معظم منشی عنایت اللہ خان صاحب خوشنویس عرف کالیخان متخلص
بہ عنایت مشہور زمانہ اور اپنے فن مین یگانہ تھے۔ خداوند تعالی نے
عجیب طبیعت عالی اور فصاحت و گویائی عطا فرمائی تھی کہ ہر متنفس
اُنکے کلام ظرافت آمیز کا مشتاق اور ہر شخص کو اُنکی باتین سُننے
کا اشتیاق رہتا تھا کوئی بات لطیفہ سے خالی نہین اور لطف یہ ہے
کہ تہذیب کے ساتھ۔ اکبرآباد کے اعلی و ادنی سب اُنکو عزیز رکھتے تھے۔
اکثر حضرات لکھنؤ و دہلی وغیرہ جو تشریف لائے عموی صاحب کی
ملاقات سے بہت محظوظ ہوے۔ باوجود عالی طبیعت نہایت سادہ
مزاج دنیا کے معاملات سے محض بے پروا حرص و طمع سے متبرا۔ قناعت
و توکل پر گذر۔ اُنکے بعض دوستون نے جو ہمیشہ معزز عہدون پر رہے ہے
اکثر چاہا کہ سررشتہ سرکاری مین کسی اچھی خدمت پر مامور کرا دین عموی
صاحب کو بلایا اور جب وہ خود تشریف لاتے تھے اپنے ساتھ لیجانے
مین اصرار فرماتے تھے مگر جناب موصوف نے نظیر اکبرآبادی کیطرح اکبرآباد
چھوڑنا پسند نہ کیا۔ چونکہ طبیعت موزون خداداد تھی جب شعر گوئی
کیطرف میلان خاطر ہوا تو طرز کلام بھی سب سے علیحدہ رکھا اشعار مین عجیب

ظرافت آمیز مضامین موزون کئے کہ اہل مذاق نے تو اُنکے مذاق سے وہ لطف اُٹھایا کہ اُنکا دل جانتا ہے مگر عام لوگون نے بھی نہایت پسند کیا تھوڑے ہی عرصہ مین بہت شہرت پائی کہ دور دور سے غزلون کی فرمائش آنے لگی جناب عم معظم نے اپنا نام نامی مختصر کر کے عنایت تخلص رکھّا تھا چنانچہ اکثر غزلون مین ابتک وہی تخلص ہے لیکن مجمع سخن سنجان ظرافت پسند یعنی عالیجناب مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر اور جناب مرزا عنایت علی بیگ صاحب ماہ مرحوم اور شیخ محمد زمان صاحب رسالدار مرحوم زمان تخلص اور کنور جکروتی سنگھ صاحب کنور والی کاشی اور مرزا علی حسین صاحب قیصر اور مرزا آغا حسین صاحب آغا وغیرہم نے سوچا کہ مضامین اشعار کے رنگ کے موافق تخلص بھی رکھنا چاہیئے چنانچہ انہین حضرات نے دل لگی کی راہ سے سقلی تخلص تجویز کر کے اصرار فرمایا کہ یہی تخلص اس رنگ کے مناسب ہے عموی صاحب کو طوعاً و کرہاً سب کا فرمانا قبول کرنا پڑا مگر اپنے دل مین بہت ہی بھچے یہان تک کہ غزل کہنا اور مشاعرہ کا جانا ترک کیا لیکن یار لوگ کب مانتے ہین مشاعرہ کے روز دس دس بیس بیس آدمیون کی

دستک دروازہ پر موجود ہے اور چلا رہے ہین کہ جلد گھر سے نکلو راجہ صاحب یاد فرماتے ہین مرزا صاحب بلاتے ہین تمام مشاعرہ منتظر ہے غرض بمنت و بجبر ہرطرح سے مشاعرہ مین شریک کرنا کیونکہ بغیر انکے لطف مشاعرہ آدھا تھا سامعین و شائقین کا مجمع انہین کے سبب زیادہ ہوتا تھا جسوقت غزل پڑھ چکے اکثر حضرات چلدیتے تھے اور باوجود مہر و ماہ کے پرتو کے بزم مشاعرہ کی روشنی کم ہوجاتی تھی اسلئے یہ التزام کیا گیا کہ جناب عموی صاحب کو مقطع دیوان مشاعرہ مقرر کیا یعنی سب شعرا کے بعد غزل پڑہا کرین چنانچہ یہ تدبیر بہت کارآمد ہوئی کہ مجمع مشاعرہ اوّل سے آخر تک ایکسا رہا کیسی ہی ضرورت کیون نہ ہو بغیر انکی غزل سنے کوئی کب جا سکتا تھا بلکہ ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ غزل پڑھ چکین تو مین لیلون اور جسطرح کہ لڑکے پتنگ لوٹنے کو دوڑتے ہین شائقین کی دست برد سے غزل کی بھی یہی صورت ہوتی تھی حضرت عموی صاحب ایسے بے پروا کہ اکثر مسودہ ہی لیجایا کرتے تھے اور اسطرح اپنا کلام بیش بہا ضائع کردیتے اگر غزل صاف کرکے لیگئے تو مسودہ گھر مین رہا کبھی یہ نہ ہوا کہ کسی بیاض یا کتاب مین لکھتے ہمیشہ متفرق پرچے ہی رہے اور اسی وجہ سے تمام کلام ظرافت نظام

ضائع ہوگیا۔ زیادہ تر بربادی کا سبب یہی احقر ہے لڑکپن کے زمانہ
مین میرے یار دوست بہت لڑکے آیا کرتے اور چچا صاحب کی غزلون
کی فرمائش کرتے تھے جب وہ کچہری چلے جاتے مین گھر سے مسودے
لے آیا کرتا اور فرضی مشاعرہ مقرر کرکے ہر لڑکا ایک ایک غزل پڑھا کرتا
تھا اور اکثر غزلین یہ کہکر وہ لیجایا کرتے تھے کہ ہم نقل کرکے دیجائین گے
مگر پھر کون دیتا ہے اسکے علاوہ شہر والون کی ہمیشہ فرمائشین ہوتی تھین
کہ دو چار غزلین دو اگر فرصت ہوئی تو ایک دو غزلین لکھدین ورنہ
تقاضے سے تنگ آکر مسودہ ہی دیدیا کہ آپ نقل کرکے دے دین
بعض صاحب تو نقل کرکے دیجاتے اور اکثر لوگ پلٹ کر کروٹ
بھی نہ لیتے تھے۔ اکثر خطوط فرمائشی مختلف شہرون سے ابتک آتے
رہے غرضکہ جناب موصوف کی بے پروائی اور میری نافہمی سے ایسا
بیش قیمت اور ہر دل عزیز و عام پسند کلام بالکل ضائع ہوگیا
جب مین سن تمیز کو پہنچا اور دیکھا کہ میرے کرم فرما مرزا حیدر حسین صاحب
نے اپنے والد مرحوم اور اپنے چچا صاحب کے دیوان چھپوائے مجھ کو
عموی صاحب کے کلام بےمثل کے ضائع ہونے پر کمال ہی افسوس ہوا

ان دیوانون کے چھپنے سے بہت صاحبون نے اصرار کیا کہ تم اپنے
چچا کا دیوان کیون نہین چھاپتے ہو تم تو خود اہل مطبع اور خوشنویس
بھی ہو تم کو اور لوگون کی بہ نسبت دقت بھی کم ہوگی تمھارے چچا کے
کلام کا ایک زمانہ شائق ہے ادھر مرزا حیدر حسین صاحب نے بھی اصرار
کیا کہ دیوان مجکو دیدو اسکو بھی مین چھپوا لونگا مگر کچھہ ہو تو کسی کو دیا جاے
اور چھاپا جائے لیکن دوستون کے اصرار اور شائقین کے کمال
اشتیاق کے سبب غزلون کے فراہم کرنے پر کمر ہمت باندھی تھوڑے
سے مسودے جو اتفاقیہ بچ رہے تھے انکو صاف کیا اور جا بجا خطوط بھیجے
دوستون کو تکلیف دی کہ کوشش کرین اور غزلین تلاش کرکے جمع کرین۔
چنانچہ اکثر غزلین خاص اسی شہر اکبرآباد اور کچھہ اضلاع مختلف سے بہت
تلاش اور جستجو سے بہم پہونچائین مگر دیوان کا آٹھوان حصہ جمع ہوا اور ردیفین
پوری نہ ہوئین ناچار ایک ایک دو دو غزل ردیفین پوری کرنے کے
لئے بہت اصرار اور منت کرکے عموی صاحب سے لکھوائین کیونکہ جب سے
عموی صاحب کے یاران جلسہ مین چند لائق شخصون نے اس عالم فانی
سے کوچ کیا تب سے غزل کہنا ہی چھوڑ دیا نہ مشاعرہ کا وہ چرچا رہا۔ غرضکہ

بہزار محنت و دقت ۱۳۰۷ھ مین یہ مختصر دیوان جناب عم معظم کی حیات مین مرتب ہوا اور اسکا تاریخی نام مخزن الفصاحت ۱۳۰۷ھ رکھا اور جناب والد ماجد سے بھی بمنت و اصرار ترتیب دیوان کی تقریظ لکھوائی - اگرچہ یہ دیوان مثل پنچ اخبارات کے ناظرین کی تفریح طبع کے لئے اشعار مذاقیہ مین جناب مصنف نے تصنیف فرمایا ہے جسکی سیر مین غم غلط ہوتا ہے دل بھلتا ہے مگر حتی الامکان تہذیب کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے بلکہ اس خیال سے کہ جنکی طبیعتوں مین مذاق کا مادہ نہین ہے ایسا نہ ہو کہ وہ جان صاحب کے دیوان کی مثل سمجھین اسلئے باوجود مختصر حجم کے ہر غزل سے کچھہ کچھہ اشعار جو دیوان کی جان تھے نکال دئے گئے اور اکثر اشعار مین جو مصرعے یا الفاظ مناسب مضمون تھے بدل دئے جنکے سبب کسی قدر لطف اشعار کم ہوگیا تاہم مذاق سے خالی نہین ہین یقین کہ شائقین اسکے مطالعہ سے بہت لطف اٹھائینگے - ناظرین خجستہ آئین اپنا مونس و ہمدم بنائینگے :

اسمائے تاریخی دیوان عنایت مخزن الفصاحت ۱۳۰۷ ساغر ماہ ۱۳۰۷ - سرور مذاق ۱۳۰۷

استاد مذاق ۱۳۰۷ - وکیل ظریفان ۱۳۰۷ - مرغوب جہان ۱۳۰۷ تنویر خیال ۱۳۰۷ - خط تفریح ۱۳۰۷

شربت دلکشا ۱۳۰۷ - بضاعت دل ۱۳۰۷ - خرقۂ نمد پوش ۱۳۰۷ - فریاد غیب ۱۳۰۷ - نظم نورانی ۱۳۰۷

التماس مصنف

شعراے نامدار اور ناظرین ذی وقار کیخدمت مین عرض ہے کہ احقر نہ شاعر ہے نہ اسکو شاعری کا دعویٰ ہے محض دوستون کے دل بہلانے اور شائقین کے ہنسنے ہنسانے کے لیے کچھ اشعار موزون کر لیئے ہین غلط العام فصیح کے لحاظ سے بعض بعض الفاظ ایسے بھی استعمال کیے ہین مین خود اپنی ہیچمدانی کا مقر ہون اور یہ مطلع اپنے حسب حال لکھا ہے ؎

عرق شرم سے پیش شعرا رہین ہون
ہنستے ہین جبکے سخن پر وہ سخنور ہین ہون

ارباب کرم سے امید ہے کہ کوئی صاحب اعتراض نفرمائین جہان غلطی دیکھیں قلم اصلاح سے درست فرمائین بندہ نہایت شکرگزار ہوگا۔

خادم احباب خاکسار
امیر اللہ خان کٹرہ نواب خانخانان آگرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیون نہ سر دنیا مین توڑون دین کے بدخواہ کا
لٹھ کے بدلے پاس رکھتا ہون الف اللہ کا

حق و باطل مین ہے ظاہر فرق کوہ و کاہ کا
معبد درگا نہین کعبہ خلیل اللہ کا

کھاتے ہین مسجد کے ٹکڑے غم نہین بدخواہ کا
ہم بھی ہین بندے اسیکے بال بھی اللہ کا

وہ کسی صورت نہین قبرون کا جانا چھوڑتے
ناک مین دم آگیا اس بندۂ درگاہ کا

گرد گردون مین رقیب روسیہ کو تو بھی
بالکا مین بھی تو کہلاتا ہون ربتا شاہ کا

اب مٹے ہو تم بتون کی صورتون پر شیخ جی
اسکو کہتے ہین یہ عالم ہے فنا فی اللہ کا

ہے غنیمت چھولداری مجھکو ڈیرہ دار کی
منعمو خواہان نہین ہین خیمہ و خرگاہ کا

گوکھ کے نیچے کی دوکانین تو کالی ہو گئین
ہوا اثر ان پر نہ حلوائی کے دود آہ کا

توڑو تم بنیون کے سر کھاؤ او جاپت عمر بھر
سات بچے اُسکی گُتیانے دیئے اُسکے ہون نو
غیر نے ھکلا کے دقت سے کہا لو مجھ سے خرچ
ضعف پیری مین پناہٹ چھوڑ کر پہونچے وہان

نام سرکارِ عنایت مین نہ تو تنخواہ کا
ہے حمل اُس مہر برج حسن کو نوماہ کا
یار نے جانا کہ یہ لڑکا ہے کھگا ساہ کا
شیخ جی کو کیا پسند آیا ہے قصبہ باہ کا

شکر کی جا ہے کہ اُمت مین محمدؐ کی ہوا
ہے عنایت پر عجب لطف و کرم اللہ کا

قطعہ

ہو جو گرگٹ کا جنم مانی کی پھر تقصیر کیا
سو ہضمی کا سبب ہے اے بتِ بے پیر کیا
ریل مین ہمکو بٹھایا خود گئے ہمراہ غیر
میدنی مین وہ عدو کے ساتھ تھے خر پر سوار
اُنکی چوٹی کاٹ کر رسی بنا اے چارہ گر
کاتب بدخط کی صورت کام چیچک نے کیا
یہ نہ پگڑی ہے نہ عمامہ ہی اک گٹھر سا ہے
دودھ جو دونون پیا کرتے ہین شب کو وقت خواب
سر دھری بتان سے آگرہ شملہ ہوا

ہر گھڑی رنگت نئی ہی کھینچ سکے تصویر کا
کھا گیا درگاہ مین ظالم چرا کر کھیر کیا
دیکھ لی خلقت نے تھی اس جرم کی تعذیر کیا
اِس سے بڑھ کر اور ہوتی خلق مین تشہیر کیا
ناتوان وحشی ہون مجھکو حاجت زنجیر کیا
مصحفِ رخ کی لکھی ہے دیکھئے تفسیر کیا
شیخ جی سر پر کسا ہے آپنے خو گیر کیا
وہ رقیب روسیہ کی ہو گئی ہمشیر کیا
جائین صاحب لوگ گرمی مین سوے کشمیر کیا

غیر کو آئے لہو کے دست فرط مہر سے
خون بہا اسکا بھی یہ چھوٹی یار کی نکسیر کیا

اے عنایت ہی سخن تیرا نہایت دلفریب
سحر ہے ہر شعر موزون چیز ہے تسخیر کیا

جھینگر ہماری فرد عمل کو کتر گیا
اچھا ہوا حساب قیامت کا ڈر گیا

قصاب کا پسر جو ادھر سے گذر گیا
اُلٹی چھری سے آج مجھے ذبح کر گیا

کیا انس ہے کہ فرط محبت سے یار نے
رکھا ہے میرا نام موا اور مر گیا

خط کا رہا نشان نہ بوسون سے غیر کے
کھیتی تمھاری سب خر دجال چر گیا

کیا ہم پہ آستین چڑہاتے ہو شیخ جی
اک دن یہ دیکھنا کہ عمامہ اُتر گیا

یہ ضد ہے میرے ساتھ کہ کل چاند دیکھنے
کوٹھے پہ مین چڑھا تو وہ نیچے اُتر گیا

تو ڑو خم شراب عنایت پڑھو نماز
اب واہیات کا وہ زمانہ گذر گیا

ہم اُنکے گھر مین رہتے تھے وہ کیا زمانہ تھا
جاری تھا خوب کام عجب کارخانہ تھا

جب مولوی روم سے کچھہ دوستانہ تھا
اپنا کلام بھی سخن عطارخانہ تھا

تنکے یہان رکھے تھے یہین آب ودانہ تھا
اپنا بھی اس چمن مین کبھی آشیانہ تھا

محفل کو اُسنے یہ تہ و بالا کیا کہ رات
اوپر جو تھی دری تو تلے شامیانہ تھا

اس حال کو تو دیکھیے ہیچپ نے کیا کیا
مین تھا شب وصال تھی اور پانخانہ تھا

دابے کبھی تو پاوٴن کبھی سر دبا دیا
عاشق تھا گرچہ عشق مرا مفلسانہ تھا

میرا نہ قہقہوں مین کسی نے سنا سخن
طوطی تھا مین مشاعرہ نقار خانہ تھا

بکرا کرینگے سدّو کا شاید کہ شیخ جی
گردن مین ڈھولکی تھی بغل مین ربانہ تھا (چنگ ۱۲)

دائر وہ جب کرا چکے اپنا مقدمہ
شکرانہ کیا کہ جبر انہین محنتانہ تھا

کچھ اب نہین ازل سے اسیر قفس ہون مین
مادر کا پیٹ بھی تو مجھے جیلخانہ تھا

چڑھی پہ غیر کی وہ عنایت کے گھر گئے
تھی پالکی نہ ڈولی نہ شب کو میانہ تھا

ایسے بھٹکل کا نہ کچھ دین نہ ایمان ٹھہرا
جو نہ ہندو کبھی ٹھہرا نہ مسلمان ٹھہرا

محتسب کوچہ دلدار مین گھبرائے نہ کیون
گلشن خلد مین کب چغد بیابان ٹھہرا

یار کے سامنے اک چھوکری لیلی ٹھہری
قیس آگے مرے اک طفل دبستان ٹھہرا

مرحبا کہتا ہوا بوریا بدنا لے کر
خلد مین دیکھ کے والد کو نہ رضوان ٹھہرا

کیجیے شیخ جی کچھ رعشہ پیری کا علاج
آپ کا سر نہوا گنبد گردان ٹھہرا

جب سے دیکھا ہے شب وصل مین عریان انکو
میری نظرون مین نہ پھر کوئی گلستان ٹھہرا

نہ بندھی شیخ کو دستار فضیلت افسوس
نیم ملا کی طرح خطرہ ایمان ٹھہرا

اے عنایت میرے اُس شوخ نے آنسو پوچھے
میرا رونا ہی مرے درد کا درمان ٹھہرا

شب وصل جو کچھ ہوا ہو گیا
حسینون کا وہ بادشا ہو گیا
مرے گھر مین آئی جو وہ لچھی
اڑے گوز غیرون کے ہین اور وہ
مری ٹانگ لی غیر نے راہ مین
لیا گشتہ ہو ہو کے کندن کا دل
نام طبیا کیف آگرہ ۱۲

غرض کچھ نہ کچھ مدعا ہو گیا
مین سب عاشقون کا چچا ہو گیا
یہ ویرانہ دولت سرا ہو گیا
نیا انقلاب ہوا ہو گیا
یہ کُتا بڑا اکھٹکھنا ہو گیا
یہ نسخہ مجھے کیمیا ہو گیا

ہوا اب عنایت کا اُس بت سے عقد
بفضلِ خدا کتخدا ہو گیا

تری گلی مین اگر مجھ سے بدزبان ہوتا
گرا مین چاہ زنخدان مین آپکے ناحق
نہ ملتا مین کبھی حسرت سے یون کفِ افسوس
جو کی تھی چار کی دعوت تو لائے اٹھ کو شیخ
بلا سے سر یہ تو چڑھتا کسی پریرو کے

تو پھر رقیب کا سر اور نا بدان ہوتا
کوئین مین ڈپکے گرتا کمال خان ہوتا
تمھارے سینہ پہ کچھ بھی اگر نشان ہوتا
بلانے آٹھ تو سارا ہی خاندان ہوتا
مین شیخ سدّو نہوتا کمال خان ہوتا

نہ بھیگتے کبھی بوچھار سے ہم اُنکے گھر
اگر وہ شوخ نہ ہوتا ازار سے باہر
وہان تو ایک نکلتا ہے ایک گھستا ہے
یہ چھدا تا ناک لڑکپن مین جو نہ تو اے شوخ

بر آمدہ کے اگر آگے سائبان ہوتا
تو میرا راز نہان بھی نہ پھر عیان ہوتا
عدو کے مرنے سے مین خاک شادمان ہوتا
نہوتا بس مین مرے مطلق العنان ہوتا

بتا تا کوئی عنایت کو چٹکلا مفلی
ہمارے حال پہ وہ یار مہربان ہوتا

شب اندھیری تھی نخ اپنا تھانہ وان بیگانہ تھا
کیا کہون کیا کیا نہ لطف صحبت جانانہ تھا
شب کلب مین اہتمام دعوت شاہانہ تھا
گیا عدو بچہ تھا اور گھر اُنکا زچہ خانہ تھا
اپنے عاشق کیطرح وہ بت بھی کیا دیوانہ تھا
جسو زمانہ مین کہ لودہی خان سے کچھ یارانہ تھا
گھیتلے بیلے زنانے اُنکی ہمصحبت تھے رات
کردئے یہ تینون ہی اُس مفت بر کے پیشکش
دبدیا اپنا لنگوٹا اُنکی انگیا کے لئے

اُنکے چت کرنیکو ہم تھے اور جبتی خانہ تھا
بوریا تھا ٹاٹ تھا جاڑا تھا چانڈو خانہ تھا
بفیتی تھی توس تھا گھن تھا ساگودانہ تھا
نام طعام ۱۲ نام طعام ۱۲
نیچے پیٹی کے سلگتا تمباکو کا لادانہ تھا
ہاتھ مین اُسکے کھریرا جو سجاے شانہ تھا
قوم لودھی تھی ملازم حکم مین لدھیانہ تھا
تھے سبھی اُنکے یگانے ایک مین بیگانہ تھا
نقد ایمان نقد دل نقد حیا نذرانہ تھا
عاشق مفلس کیجانب سے یہی نذرانہ تھا

جسپہ تھا چھپر دوپلڑا بھی اٹاری یار کی
ٹاٹ کا پردہ پڑا تھا جس جگہ پیخانہ تھا

نائکہ سے یار سے اُستاد جی سے ربط تھا
اُس زمانہ مین سخن اپنا بھی اُستادانہ تھا

پھب گئی آنبر سگ مادہ شکاری کی مثل
بیٹھتے ہی چارپائی پر لگا بنجانہ تھا

چھوڑ کر بیت الصنم کو جا گھسا مسجد مین شیخ
دیکھ لی اُسکی دورنگی آخرش ملکانہ تھا

شب کو کیا بگڑا ہوا تھا رنگ اُسکی بزم کا
کوئی کنجڑا کوئی بھٹیارہ کوئی ملکانہ تھا

شکر نعمت کیجیے جتنا وہ کم ہی شیخ جی
رات دعوت مین اڑایا خوب ہی شکرانہ تھا

کاٹنے ہر اک کو دوڑا رات بزم یار مین
بادلا گیدڑ عدو تھا یا سگ دیوانہ تھا

ہے خوشی کی جا سر ملک مین آگیا اُسکا مکان
گھر الٰہ بندی کا آزادونکا بندی خانہ تھا

غیر کے چہلم مین حضرت نے کیا زردہ پلاؤ
میرے پھولون مین نہ خود تھے اور نہ کھانا دانہ تھا

شیخ کیا گھبرا کے دوڑا اسکے تقسیم طعام
ہاتھ مین موزہ چڑھا تھا پاؤن مین دستانہ تھا

رات بھر چمٹے رہے اُس شمعرو کے جسم سے
جسقدر مچھر تھے میرے گھر اک پروانہ تھا

میمبر جنگی کے جب تک اے عنایت ہم رہے
خاکروبون پر ہمارا رعب بھی شاہانہ تھا

رات جھنجلا کے دیا ہی مجھے دھکا کیسا
ڈھنگ ہے عقل کیا یار نے ڈنگا کیسا

بے چرخ گردان نہ کہین مجکو ایٹرن کردے
چل رہا ہے سر عالم پہ یہ چرخا کیسا

هول دل محتسب خام کا جاتا ہی نہین
ملک موروث کا رہ رہ کے خیال آتا ہے
ابتو گالا ہوا سر ہو گئے سب بال سفید
بالاخانہ سے تو آئے ہین وہ تہ خانہ ہین
اپنے پیڑون پہ کرین ناز نہ متھرا والے

خوف عقبے سے ڈراتا ہے یہ کچا کیسا
چھوڑ کر بیٹھ رہا خلد کو دادا کیسا
ہو گیا نایکہ جی آپ کا تڑکا کیسا
اب دکھاتا ہون انہین دیکھیے ینچا کیسا
اکبرآباد مین بنتا ہے جلیبا کیسا

جوتا گیا کم ہے رقیبون کے بھگا دینے کو
نہ کہین آپ عنایت ہے نتھا کیسا

ایزاد کیا ستم ستم ایجاد کر دیا
دیتا ہے روز بھوگ وہ بت مجکو دیکھکر
رکھتے ہی پاؤن در پہ ترے مر گیا لعین
وہ آئے میرے دم مین جنکا مین ہون اسیر
سیدھا بنرنگ سرو ہمارا وجود تھا
جاتے ہو جس جگہ وہین لیجاتے ہو ہمسے
وہ جونک کیطرح سے مرا خون پی گئے
ہر روز انکی تنگی سے تنگ آکے ہمنے آج

سر کاٹ کر وجود بھی برباد کر دیا
کیا خوب میرے واسطے پرشاد کر دیا
تقدیر نے رقیب کو شداد کر دیا
قسمت نے مجکو صید سے صیاد کر دیا
غم نے گرا کے سایہ شمشاد کر دیا
کیا آپ نے رقیب کو ہمزاد کر دیا
بے کار محض نشتر فصاد کر دیا
ماہانہ انکا نہصد و ہفتاد کر دیا

سب غم غلط کلام عنایت سے ہو گیا
اشعار وہ سنائے کہ دل شاد کر دیا

کوٹھے پہ بے نقاب جو وہ جلوہ گر ہوا
نظرو کا گھورنا اُسے مدِ نظر ہوا

جوتا ہوا صنم کا رقیبون کا سر ہوا
شکرِ خدا دعا مین ہماری اثر ہوا

جب سے رقیب بوم صفت کا گذر ہوا
گر گر کے قصر یار کا بالکل کھنڈر ہوا

اُس بت کے پاس شب کو جو اپنا گذر ہوا
جاے عجب ہے صبح کو پیدا پسر ہوا

اپنا کیا بچاؤ رقیبوں کے توڑے سر
ڈنڈا مراستان ہوا جوتا سپر ہوا

ہمکو تو وصل مین بھی رہا ماسٹر کا خوف
اُستاد جی کا یار کے دل مین نہ ڈر ہوا

اُن پہ گرا مین نشہ مین یا مجھ پہ وہ گرے
اُن کا ہی خربزہ کیطرح سے ضرر ہوا

انعام لینے آئے عنایت سے ہیجڑے
اُس شوخ فتنہ زا کے جو پیدا پسر ہوا

پیشہ ہی جب یہ ٹھہرا تو خرد و کلان سے کیا
لینے سے ہے غرض تمہین پیر و جوان سے کیا

آتے ہی میرے بھاگ گئے بزم سے رقیب
گیدڑ کرین مقابلہ شیرِ ژیان سے کیا

روزن ملا نہ جب کوئی دیوار مین مجھے
جھانکا کیا مین یار کو کل نل بدان سے کیا

جو آبدست ہاتھ سے اپنے نہ لے سکے
سر کاٹنے وہ آئے مراستان سے کیا

جھڑ جھڑ کے ہم تو پہلے ہی سے ڈنڈ ہو گئے
جلتی ہے جلنے دو ہمین باد خزان سے کیا

تھی ملک جسقدر وہ گدہے والون ہی کو دی
ہم خاکسار ہین ہمین نام و نشان سے کیا

بوچھار کیا کہ مینھ سے نہ بھیگو گے شیخ جی
دستار کم ہے آپکی کچھ سائبان سے کیا

دھتکار ہم تو پہلے ہی اُنکو بتا چکے
آتا ہے آنے دو ہمین اب فیلبان سے کیا

کسکا تھا دانت اُنپہ یہ بتلایئے مجھے
اے یار دونون گالون پہ ہین یہ نشان سے کیا

پھرتے ہین بلبلاتے ہوئے اونٹ کیطرح
کچھ ہاتھ لگ گیا ہے کسی ساربان سے کیا

نکلے چمن سے دبتے ہو گے لیان مجھے
جھڑتے ہین پھول دیکھئے اُنکے دہان سے کیا

سر مین کبھی ہے درد کمر مین کبھی ہے درد
دم ناک مین ہے روز کی ادھی سیان سے کیا

کوٹھے سے آکے میرا گلا کیون دباتے ہو
اُترے ہو قبض روح کو تم آسمان سے کیا

سفلی رکھا ہے حیف عنایت تمھارا نام
حاصل ہوا ہے عشق بتان سے کیا

اشک پی پی کے ہوا حال یہ ابتر اپنا
بڑھ گیا اور بھی افسوس جلندر اپنا

کونڈی سونٹا جسے لینا ہو وہ لیلے آکر
آج تکیہ سے اُٹھاتا ہون مین بستر اپنا

مین وہ میخوار نہین ایک پیالی جو پیون
مے سے ہر وقت بھرا رہتا ہے جھجھر اپنا

زندگی مین یہ رہا شوق شہادت مجکو
کہ پس مرگ بھی مدفن ہوا گنگھر اپنا

صرف مونچھوں کے منڈائے کا ہی زاہد کیا لطف
بھدرا اس سے تو کر ڈال مچھندر اپنا

وصل اُس رشکِ مہر جبین کا ہوا مجھکو حاصل
بعد مدت کے ٹلا آج سنیچر اپنا

گر ٹٹولے کوئی تو ہاتھ مین آ جاتا ہے
پر دکھائی نہین دیتا تنِ لاغر اپنا

چھاج بھی ہمنے دوالی کو بجایا اکثر
اے عنایت نہوا دور دلدر اپنا

برباد دورِ چرخ سے پیمانہ ہو گیا
جو میکدہ تھا اب وہ مدک خانہ ہو گیا

کھاٹین پلی ہین دائی دوا کی پلنگ سے
گھر آپ کا حضور شفاخانہ ہو گیا

جب سے ہین ضعف معدہ مین اغیار مبتلا
سارا مکان آپ کا ہیضہ خانہ ہو گیا

کم خرچ پر وہ اب نہین آتے ہمارے گھر
جس سال سے ضیافہ طلبگانہ ہو گیا

بدہضمی شیخ کو ہوئی دعوت کے فیض سے
ہر دانہ برنج کدو دانہ ہو گیا

کیا انقلاب ہے کہ جو سائل سدا کا تھا
اب بادشاہِ حسن وہ ملکانہ ہو گیا

جب سے تمہارا گھر ہے اک الو کا گھونسلا
بستی سبھی اوجڑ گئی ویرانہ ہو گیا

پڑھتے ہین جو جبا کے عنایت کا یہ کلام
کیا واسطے حسینون کے سنکرانہ ہو گیا

فصلِ بہار آئی زمستان نہین رہا
پھر بھی شبِ وصال وہ عریان نہین رہا

خانہ خراب گورکنون کا خدا کرے
مہمان ہوا ہے آج مرے گھر وہ سبز رنگ
وحشت مین مجھسے کوئی بھی بہتر نہین بچا
چکلے کی سیر کیا کرین اے مثل آئینہ
باقی تھا اک جھلنگا وہ ہولی مین لے کھدیا
معشوق مینگ موے لونکا ابنے رخ گھٹ گیا

نام و نشان گور غریبان نہین رہا
اور کوئی لانیوالا ترّیان نہین رہا
مجنون سے جیسے کوئی بیابان نہین رہا
وہ گُل نہین رہا وہ گلستان نہین رہا
اب عیش کا مرے کوئی سامان نہین رہا
ارزان ہوئے وہ غلہ جو ارزان نہین رہا

طلبانہ اپنا تمنے عنایت سے لے لیا
اب اُسیر آپ کا کوئی احسان نہین رہا

غیر نے سر اُٹھا کے دیکھ لیا
ہے اکھاڑے کے نعل سے بھاری
پڑ گئی اپنے پاؤن مین زنجیر
سیکڑون آج پڑ گئین جیتین
نہ ہوا رام وہ بت کافر
وصل سے میرے سر ہلاتے ہین
غش نہین غیر کو یہ مرگی ہے

جوتے دو چار کھا کے دیکھ لیا
اُسکا غمزہ اُٹھا کے دیکھ لیا
سر سے سہرا بندھا کے دیکھ لیا
شیخ جی سر گھٹا کے دیکھ لیا
ہمنے گھٹنا بجا کے دیکھ لیا
شیخ سدّو منا کے دیکھ لیا
ہمنے جوتا سنگھا کے دیکھ لیا

نفس ناپاک بیحیا سے کُتے
لونکلوا دی عنبر کی تھری

ہمنے تجھ کو ہلا کے دیکھ لیا
زلف مشکین سنگھا کے دیکھ لیا

گھٹ گیا اے عنایت اپنا زور
ربط اُن سے بڑھا کے دیکھ لیا

حاصل ہے وصل ابتو اُس شوخ گلبدن کا
پھولون مین تل رہا ہے کانٹا مرے چمن کا

ان تیرہ باطنونکو لالچ ہے کیا کفن کا
مُردونکی چادرین ہی جامہ ہے گورکن کا

جھوٹا کھلا کے اپنا بھنشل کیا جہان کو
باقی رہا نہ جھگڑا کچھ شیخ و برہمن کا

دعوت مین زاہدونکے برتن گئے تھے چوری
سب کا پتہ لگا ہے لیکن نہین لگن کا

گھٹوا کے سر کو ڈاہنی دستار سرخ ٹیڑھی
قائل ہے ٹینی مرغا جاہل کے بانکپن کا

کیونکر نہ بھبکیون سے عشاق کو ڈرائے
وہ بوزنہ صفت ہے ساکن ہے بندرابن کا

اوبلونکی ٹال پر کل تلوایا جبکہ ہمنے
اُس سنگدل کا غمزہ اُترا ہزار من کا

کرتا ہے منع ہمکو صحبت سے عورتون کی
تو خود مرید کیون ہے اے شیخ پیرزن کا

مانگا ہے مبل تیرا بھیجے ہین اُسنے نامے
آیا ہے پاس میرے خط والی خلق کا

تقریر موہنی ہے باتین ہین تیری جادو
شائق ہے اے عنایت عالم ترے سخن کا

مال چرچر کے ہوا غیر تو موٹا ایسا
کھات لید نے کا نہ ہوگا کوئی بھینسا ایسا

تپ ہجران سے مرا رنگ ہے پیلا ایسا
بھٹکٹیا نہ تو ایسی ہے نہ گیندا ایسا

جس طرح غیر ترے ساتھ لگا رہتا ہے
مان کے پیچھے نہین رہتا کوئی لڑکا ایسا

قد و قامت سے ترے سرو کو نسبت کیا ہے
نہ تو مینار ہے ایسا نہ کلیسا ایسا

دیکھ کر کوچۂ قاتل کو یہ بولے قصاب
ہمنے دنیا مین نہین دیکھا کمیلا ایسا

صدمۂ ہجر سے ایسا مرا سوکھا ہے وجود
نہ ٹھیٹرا کوئی ایسا ہے نہ ٹنکا ایسا

چانڈو خانہ مین مدک خانہ مین میخانہ مین
جیسا میرا ہے کسی کا نہین چرچا ایسا

لب شیرین مین تمھارے ہے حلاوت جیسی
نہ گُڑ نبا کوئی میٹھا نہ مُربا ایسا

رہ گئی تھک کے صبا کہتی ہوئی ٹھیرو میان
لیکے اُس گل کو گلستان سے مین بھاگا ایسا

تیرے در پر ہی کھڑا رہتا ہون مین آٹھ پہر
کوئی گورا ہے نہ ایسا نہ تلنگا ایسا

جب سے موچی سے گٹھے تم ہوئی جوتی پیزار
ہم مین تم مین کبھی چلتا تھا نہ جوتا ایسا

شیخ نے پھاڑی عبا مین نے لنگوٹا اپنا
رات اُس ماہ نے گایا تھا کدارا ایسا

قد ہے ٹھنگنا کمر و پشت عدم دُم سُم ہے
سُوس ایسی ہے نہ کچھوا ہے نہ گینڈا ایسا

تیری سفاکی سے قصاب بھی سب نالان ہین
کوئی بیدرد زمانہ مین نہ ہوگا ایسا

کر لیا میری لنگوٹی کا گلوبند اُس نے
کوئی پابند محبت بھی نہ ہوگا ایسا

مین یہ سمجھا کہ جہالت کا ہے چھپر سر پر
شیخ چھچھو کی ہے دستار کا چھجا ایسا

جل گیا پھک گیا کھتا وہ پٹاخا آیا
رات روشن کیا سفلی نے فلیتا ایسا

بتون کے پاؤن پہ ہر وقت گر پڑنے کی ہی لت کیا
عنایت کا وجود ناتوان ہے حرف علت کیا

کرون سا جھا کسی کا کیون ہے یہ کار تجارت کیا
تیری خدمت بجانے مین بھلا غیرونکی شرکت کیا

ہوا شل سیہ مسکن ہمارا کنج عزلت کیا
ہوئی ہے الوون کی اُس پری کے گھر مین کثرت کیا

بگاڑی شیکو بزم رقص کی اُس شوخ نے گت کیا
پڑا جوتا جو لیکر ہو گئے اغیار لت پت کیا

اطبا دیکھتے ہین یہ نڈیونکی نبض خلوت مین
نہین معلوم ہمین بھید کیا ہے اور حکمت کیا

جُلاہون نے قدم چھونیکا بیڑہ جب اُٹھایا ہے
بندھی ہے شیخ جی کے سر یہ دستار فضیلت کیا

نہین بھرتا ہے انکا پیٹ دن بھر کھا پی کے بیٹھے ہین
برہمن بن گئے ہین دیو آئے ہین کنا گت کیا

رہا نے اور بگڑی ہے کیا تشبیہہ اے رندو
ڈھپالی اور جناب شیخ سے سمجھو ہی نسبت کیا

ہوا بھی گرم جلتی ہے جھلنگے مین بھی کھٹمل ہین
نہایت شکر کرتا ہون شب غم کی شکایت کیا

مدکخانہ مین ہو بخارات مسیحا کے دھوکے مین
ہوئی اے محتسب پیر مغان سے مجکو خجلت کیا

تعجب ہے کہ جب دیکھو قریب یار بیٹھے ہین
رقیبون کی نہین معلوم ہے اُن سے قرابت کیا

فقط تھی شیخ کی دعوت وہ کنبہ کو لائے ہین
یہ بدعت دیکھئے حدث مین کی قبلہ نے کثرت کیا

ڈاڑھی بھی سواری کبھی چھدرا بھی ہین یارین ہین
لئے پھرتے ہو الّو ہاتھ مین شاہین کے دھوکے مین

بتِ بغلِ نفس کی واہ کیا صحبت ہے سنگت کیا
جناب شیخ پھیلا گئے بستی مین نحوست کیا

قدم گھر مین نہ دو اُنکے عنایت پھر چلو اُلٹے
پھٹا پھٹ جوتیون کی ہے غضب کیا ہے یہ آفت کیا

داخل جو بزمِ غیر مین وہ سیمتن ہوا
ہاتھ آئیگی نہ تیرے یہ دنیاے دون کبھی
ہردم وہ شوخ کہتا ہے کر اپنا کالا منہ
آواز اُسکی سُنکے گدھے رینکنے لگے
موباف ڈالا غیر کی ڈاڑھی مین یار نے
اک سیمتن کو اشرفی پیتل کی دی جو رات

جوتا مین لیکے ہاتھ مین وہ آن صف شکن ہوا
اے شیخ کیون فریفتہ پیرزن ہوا
جب سے کہ منتظم وہان کا لیچرن ہوا
دشمن شبِ فراق مین جب نعرہ زن ہوا
ایجاد دیکھئے یہ نیا بانکپن ہوا
اپنا سبھی حسینون مین کھوٹا چلن ہوا

بے رحم کو چرایا عنایت نے خوب ہی
کیا گلگلا سا پھول کے وہ گلبدن ہوا

جب سے اُس شوخ گل اندام کو عریان دیکھا
اُنکے پہچانے کا کل لیگیا پردہ کوئی
لینڈی کُتّے کی طرح غیر پڑا رہتا ہے

پھر گلستان مین نہ سوے گلِ خندان دیکھا
بے نقاب آج صنم کا رخِ تابان دیکھا
درِ جانان پہ نہ سگ اور نہ دربان دیکھا

عقد مین پھولون مین دعوت مین ہین ہر جا موجود
ہمنے ناخواندہ سلا شیخ کو مہمان دیکھا

کوچۂ زلفِ صنم مین ہے جوون کا مسکن
قیدیون سے کبھی خالی نہ یہ زندان دیکھا

بھیج کر محرم زرتار - خریدا اُس نے
جس پری رو نے عنایت ترا دیوان دیکھا

(ردیف ب)

ہوئیگا مجھسے سرو مرا ہمکنار کب
سنتے ہین میری دیکھیے جھنڈ ڈار کب

کب یار کو ملائے گا آئے یار کب
تنوائے گا یہ تنبو مرا ڈیرہ دار کب

وہ منتظر ہین لائینگے ڈولی کہار کب
یان ہے یہ اضطراب کہ ہوون سوار کب

سنتا ہون تیری زلف مرا دل نگل گئی
مجکو خبر نہین کہ کیا زہر مار کب

مین لاکھ بلبلایا کرون ذوق شوق سے
سُنتا ہے میری وہ شترِ بے مہار کب

جوتون کے مارے آج مین کرونگا گذارش
ق آتے تھی یہ مشاعرہ مین نابکار کب

جا جم اُڑ کے لیگئے مضمون کے عوض
ان چُوٹٹون کا مجھکو ہو پھر اعتبار کب

ہم لاکھ اپنے سر کو رکھین اُنکے پاؤن پر
مانینگے وہ بغیر لئے چہرہ دار کب

چھاتی پہ اُسکی چڑھ کے دباتا رہا سدا
کرتا رہا نہ یار کو مین زیر بار کب

کمسن ابھی ہین سینہ پہ کچھ کچھ نمود ہے
ہوتے ہین دیکھیے یہ پستان انار کب

اغیار روسیہ ہین عنایت جمے ہوئے
اُڑتی ہے وان سے دیکھیے کوّا گھار کب

جسنے دل چھین لیا بھاؤ بتانیکے سبب
ناک مین دم ہے مرا اُنکے بُلانیکے سبب
پاؤن پھیلا ہی کے وہ بیٹھے ہین غیر ونمین
اپنی گاڑی مین چلائین گے وہ بورا گھوڑا
اُسکی تعریف ڈھپالی تو بہت کرتے ہین

گھر مین رکھا ہے اُسے ناچ لبھانیکے سبب
آگئے ہین معہ کُنبے کے وہ کھانے کے سبب
پڑ گیا ڈھب ہی بجون کے ہگانیکے سبب
میرا ٹٹو نہ پسند آیا میانہ کے سبب
پر کہارون مین بھی مشہور رہے گانیکے سبب

(ردیف)

لگ گئے اُنکے عنایت کئی جوتے افسوس
پٹ گئے آج وہ غیرونکے بچانیکے سبب

(ت)

پھیلایا وصل مین بھی دلدر تمام رات
چندیا کے بال جھڑ گئے دیمک سی لگ گئی
افسوس مین نے وصل کا لوٹا نہ کچھ مزا
وہ رشک مہ رقیب سیہ رو کے گھر رہا
جب سے ہوا ہے میل ہنومان سنگھ سے

مارا گیا جو تین وہ ستمگر تمام رات
جوتے پڑے رقیب کے سر پر تمام رات
لوٹا گیا وہ آکے مرے گھر تمام رات
کیا اُسپہ تھا سوار سنیچر تمام رات
وہ دیکھتے ہین خواب مین بندر تمام رات

سینہ سے اُس پری کے عنایت شب وصال
چمٹا رہا مثال پلستر تمام رات

کھتا جرو اسے تھا مداری رات
کسکے گھر رہگئی تھی واری رات

کی ستمگر نے کیا ہی خواری رات
دھول دھپے ہی مین گزاری رات

لے کے ہتیار ہاتھ مین سویا
دیکھی اُس بت کی ہوشیاری رات

نفخ تھا ریح کا نہ تھا اخراج
کیا عدو کو بھی بیقراری رات

شیخ کے پاس آکے اک موچن
کر گئی خوب گفش کاری رات

پان کھانے کا تھا فقط حیلہ
کر گئے ہضم وہ پٹاری رات

یار ہے کھیند ہے جھلنگا ہے
خوب کٹتی ہے اب ہماری رات

دن کو مکا بھنا کے کھائی تھی
میرے گھر آکے کھائی تاری رات

قطعہ

مارے ہوکے کے کھا گئے جو بت
ہو گئے اُنکو دست جاری رات

پاس میرے ذرا نہ بیٹھ سکے
رہے پیخانہ ہی ہین ساری رات

(ردیف)

اے عنایت نہ آئی نوبت وصل
آگئی اُن کو تپ کی باری رات

(ث)

پکڑ لی ریش جو دل کے غبار کے باعث
رقیب ہوگیا بے بس مہار کے باعث

کبھی وہ لیگئے کمل کبھی مری گدڑی
تباہ ہوگیا گھر لوٹ مار کے باعث

کبھی ہے چانڈو کی دوکان کبھی ہے میخانہ
نہین قرار دل بیقرار کے باعث

مین اب تو سخت پریشان ہون اُنکی وحشت سے
وہ دم بخود ہین مرے انتشار کے باعث

چپت کے پڑتے ہی دشمن بھی چونک پڑتا ہے
پھر اونگتا ہے اُسی دم خمار کے باعث

جو اُکھڑے مینگنی پیر تو جا جما بدھو
ذلیل ہین وہ انھین تین چار کے باعث

ق
وہ آدھی رات ہی کو چل دیئے مرے گھر سے
جمی نہ اُنکی طبیعت اُودھار کے باعث

اب اُنکے نام کا وارنٹ مین نکلواؤن
فرار پا گئے مجرم فرار کے باعث

سمجھ کے آلو بخارا کچھ وہ منہ مین رکھا
یہ بدحواس ہوے وہ بخار کے باعث

بگاڑی ہانڈی بھی روٹی بھی لے گیا کُتا
نہ کھایا شب کو ترے انتظار کے باعث

عنایت اب تجھے سفلی بھی کہتے ہین سفلی
ہوئی یہ بات ترے انکسار کے باعث

اے شیخ تم کو باندھنا تلوار ہے عبث
جو بزدلہ ہے اُسکو تو ہتھیار ہے عبث

ناحق ہے جھیڑ مین تو کبھی تھوکتا نہین
میری طرف کبھی مڑکے یہ کھنکار ہے عبث

آزار کچھ بھی پہنچا نہ اُس گلعذار کو
مجھ سے نحیف و زار سے بیزار ہے عبث

آ کر تمھارے پاس نہ پھٹکیگا اب کوئی
دن رات کی حضور یہ پھٹکار ہے عبث

کافی ہے ڈگڑی کی عنایت یہ ل لگی
گھٹنون گھسا گھسی یہ لگاتار ہے عبث

قبا نہ چیری نہ پھاڑی ازار گیا باعث
یون ہی گذر گئی اے گل بہار گیا باعث

گتھے ہوئے ہین جو تمسے چمار کیا باعث
گلے کا ہار ہوئے ہین لُہار کیا باعث

بہار سے نہین آیا ابھی وہ رشکِ چمن
تمام ہو گئی فصلِ بہار کیا باعث

ہمارے رونے پہ تمنے نہ کچھہ خیال کیا
ہنسی مین چلدئے ہانسی حصار کیا باعث

چڑھائے پھول بھی چھڑیون پہ اور پلیڈ بھی
ہوا نہ اُنکے لیے پیر یا مدار کیا باعث

ٹٹولتے ہو لنگوٹا ہمیشہ سیم تنو
نہین ہے تمکو مرا اعتبار کیا باعث

کرو کرڑھائی نہ بکرا جو شیخ سدو کا
کہو وہ کیون نہ ہو تمپر سوار کیا باعث

وہ میلے سے تو فارغ ہوے نہا بھی چکے
نجانے ہمسے ہے ابتک غبار کیا باعث

جو آلو بیچتے پھرتے تھے ہر گلی کوچے
وہ اس زمانہ مین ہین فوطہ دار کیا باعث

(ردیف ج)

مغان نے تاکی ہے پگڑی کبابیون نے لنگوٹ
شراب پی ہے عنایت اُدھار کیا باعث

بگڑا ہی اب تو رہتا ہے دلدار کا مزاج
کیا جوتیون مین تُلتا ہے مردار کا مزاج

تمکو غرورِ حُسن پہ طاقت پہ ہمکو ناز
بیجا ہمارے ساتھ ہے ہر بار کا مزاج

پھونکا ہے آگ جسم مین جس شعلہ خو نے آہ
وہ پوچھتا نہین کبھی بیمار کا مزاج

وہ حکم دین جیت کا یہ جوتا جماتی ہے
بیگم سے بھی ہے تیز پرستار کا مزاج

ہے دردِ عارضہ کا عنایت نے انکو چھیڑ
رہتا ہے چڑچڑا ہی سا بیمار کا مزاج

ط داروغہ خزانہ شاہی ۱۲

اُنکے جر کا لگ گیا افسوس بے تکرار آج
وصل مین نشہ کے باعث چلگیا ہتیار آج

غسل صحت کرتے ہی ہونے لگی تکرار آج
پھر ہمارے مارنے کو جی اُٹھی مردار آج

غیر کی ڈارھی پکڑ لی بس سرِ بازار آج
لے لئے لیلوٹ سے اُس نے کئی دینار آج

اُنکو کیا دابون بغل مین ہین وہ کچھہ بیمار آج
پاؤن اُنکے دابنا ہے مفت کی بیگار آج

نشہ مین دُہت ہو رہے ہین سب سے ہین بیزار آج
نایکہ پر ٹھوک ہین اُستاد پر دھتکار آج

رانگ کے زیور پہ کل جنکو نہایت فخر تھا
اُن بتون کو ہے جڑاؤ آرسی سے عار آج

گنبدِ کہنہ پہ کیا قلعی کرائین گے حضور
آشنائی کے لئے ڈھونڈا ہی کیون معمار آج

بات بھی جو بت نکرتے تھے غرورِ حسن سے
اب کہا کرتے ہین کچھہ دلوائیے سرکار آج

اُنکے ظلمون کی رپٹ کیونکر نہین حسنا سے کرون
بہرا کچھہ سنتا نہین کہتا نہین سردار آج

کس نزاکت سے زمین پر پاؤن رکھتا ہے وہ شوخ
چلتی ہے لنگڑے گدھے سے یار کی رفتار آج

اے عنایت آ پڑا موٹل گدا کا اپنے گھر
گردشِ قسمت سے لڑکانی پڑی خروار آج

اے خواجہ سرا جاتا تو ہے یار کے گھر آج
رکھیو نہ لگی غیر کا ہو ذکر اگر آج

گھڑیالی کو سمجھا دے ابھی جا کے طبق گر
ہے میری شب وصل بجائے نہ گجر آج

اے شیرین دہن نکتہ دان وعدہ ن تجکو کہان سے
دن کاٹا ہے خود مین نے تو کھا کھا کے مٹر آج

رہنکا جو شب ہجر عدو یار کے غم مین
دجال یہ سمجھا کہ مرا چھٹ گیا خر آج

کس واسطے لڑتا ہے تو حجام سے قاتل
یہ ختنہ کرے گا تو مرا کاٹنا سر آج

کیا ہو گئے ہین شیخ جی مجنون عنایت
ڈاڑھی کا جو اُس شوخ پہ جھلتے ہین چنور آج

یہ سُنکے جہان مین ہوئے مسرور پدر آج
وہ حور جنی آپ کے لڑکے سے پسر آج

دشمن کو محرم ہے اُدھر عید ادھر آج
اُس بدر کی منزل سے ہوا غیر بدر آج

ہوتے ہین عیان وصل کی کشتی کے ہنر آج
درپیش ہے یان معرکہ زیر و زبر آج

کھٹمل بھی جھلنگے مین ہین مچھر بھی ہین گھر مین
کس طور سے ہو گی شب ہجران بسر آج

کروادیا جادو کسی کاچھی سے عدو نے
تربوز کی مانند ہوا ٹکڑے جگر آج

پانی بھی ترے دور مین ساقی نہ ملے حیف
خم خمر کے خُمرے سے پئین ہم خونِ جگر آج

آتی ہے صدا قبرون سے یہ گورکنون کو
کس فتنۂ محشر کے ہے آنیکی خبر آج

سویا وہ گلِ تر جو شبِ وصل مرے ساتھ
تر ہو گیا لو اور مرا دامن تر آج

ردیف

سفلی میان اب ختم کرو سحر بیانی
جانا ہے تمہیں کوچۂ جانان کو صدر آج

ح

اے شیخ پی کہہ ہی یہ عجب ڈھنگ کا قدح
بہتر ہے بھنگ سے مئے گلرنگ کا قدح

اُسکو مفید جانتے ہین ممسک و بخیل
افیون ملا کے پیتے ہین جو بھنگ کا قدح

مستی مین دھینگا مشتی ہی آپس مین رات بھر
جام شراب ناب بھی ہے جنگ کا قدح

یان سبزی چھنتی وان مئے گلرنگ ڈھلتی ہے
جام بلور وان ہے یہان سنگ کا قدح

اک ساقی سخی کا عنایت ہے جرعہ نوش
پیتا نہین کبھی کسی دلتنگ کا قدح

نکلے دہان سے غیر کلوٹا کسیطرح
دہی کی بھینٹ ہووے یہ بھینسا کسیطرح

اُس بت کے گھر مین چلیے مرے ساتھ شیخ جی
خواجہ سرا ہے ہوگا نہ پردہ کسیطرح

چپتون کے بدلے خوب ہی جوتے لگاؤ تمین
کھیلے قریب چیل جھپٹا کسیطرح

ریش دراز غیر سے ڈر کر وہ کہتے ہین
اوڑ جاے یہ جھوک کا چھتا کسیطرح

ڈاڑھی یہ چاہتے ہین کہ یتجا کرین وہ جلد
مر جاے اُنکی خالہ ختیجا کسیطرح

دعوت رقیب کی ہے بٹے جو تو نمین دال
پڑ جاے گھر مین یار کے جھگڑا کسیطرح

ق

آئے بڑی بہو وہ نمک اسمین ڈال دے
ہو جاے اُنکی کھیر کا دلیا کسیطرح

جوتے سے چھین لونگا مین تلوار غیر کی
سمجھین مجھے نہ آپ نتھا کسیطرح

ہو جاؤن اُنکا محرم اسرار مین ابھی
آجاے ہاتھ یار کی انگیا کسیطرح

کھنچوائیے رقیب کو رسون سے باندھکر
کوٹھے پر چڑھ سکیگا نہ بھدا کسیطرح

(ردیف) | یہ دخت رز بلا ہے عنایت بچے رہو
چھوڑے گی یہ چڑیل نہ جیتا کسیطرح | (خ)

ہو گیا اجراے خون سے آج جسم یار سرخ
عاشق غمدیدہ کا ہے دیدۂ خونبار سرخ

چاہیے سیدھی کمر کرنا کھینچی باندھ کر
ریش منہدی سے جو کی اے لتے اہدکا سرخ

پان بی کلّو نے کھایا اُس پری کو دیکھکر
حرص سے طوطی کی کی ہے نے بھی کی منقار سرخ

میری خاطر سے ربا نہ بھی تو لیلو ہاتھ ہین
باندھی ہے اے شیخ صاحب تمنے جو دستار سرخ

لے گیا شاید اُڑا کر کوئی طفل سیمتن
کیا سبب کیون کم ہوا اے زر سیونا چاہئے سرخ

جھونپڑا میرا جلایا میری آہ گرم نے
تا پنے آئے حسین دیکھا جو سب گھربار سرخ

اے عنایت لات جو اُس شوخ کا بوسہ لیا
کردئے مارے طپانچون کے مرے خسار سرخ

برا دن کا ہے للا کیا وہ جو تیا گستاخ
کہ خط مین لکھا ہے القلاب مسخرا گستاخ

جناب شیخ مرا نام کیون رکھا گستاخ
بھلا مین آپکی خدمت مین کب ہوا گستاخ

کیا جو حضرت زاہد کو مین نے ہنس کے سلام
کہا چچا سے بہت ہے یہ چھوکرا گستاخ

مذاق کرتا ہے خادم ٹھٹول ماما بھی
تمہارے گھر کا ہے ابتو جو ہا چوہا گستاخ

کیا جو سوتے مین اُس منہ سے لگا منہ کالا
تو ہنس کے بولے عجب ہے یہ کلموا گستاخ

(دال)	ہین اُنکے سامنے پیشاب کو جو بیٹھ گیا کہا جھڑک کے عنایت تو ہے بڑا گستاخ	(ردیف

جو بندرون کے ہین جو تڑ شہاب کی مانند	تو گال یار کے بھی ہین گلاب کی مانند
یہ چھپا جو پردہ مین وہ آفتاب کی مانند	بھر آئے آنکھ مین آنسو سحاب کی مانند
یہ چاہتا ہون قسم مجھکو مصحف رُخ کی	بغل مین تجھکو دبا لون کتاب کی مانند
حرامی پلّون کی کیسی ہوئی ہے لینڈی تر	جڑے ہین یار سے جاکر کلابے کی مانند
پسند تھے مرے نالے ہر اک مغنّی کو	رہی ہے خانہ بدوشی رباب کی مانند
حجاب سے نہین خالی ہے اُنکا پیخانہ	پڑا ہے ٹاٹ کا پردہ نقاب کی مانند
یہ ہاتھ پاؤن جو مکڑی کے سے ترے دیکھے	پھنسا مین جال مین تیرے ذباب کی مانند
خدا بچائے ہمین تو نکاح کے غم سے	یہ وہ ثواب ہے جو ہے عذاب کی مانند
تو چال چلتا ہے بوڑھون کی بزم مین ساقی	بہار جاتی ہے عہد شباب کی مانند
وہ مجھسے بچ کے نکلتا ہے اور یہ کہتا ہے	کہ مین سمجھتا ہون تجھکو خلابے کی مانند
بہت ہی کھاتے ہین کھانا تمہارے ڈھاری بھی	حرامخوارون کے ہین پیٹ قابے کی مانند

عجب مزا ہے عنایت کلام مین تیرے
ہر ایک شعر ہے دُرِّ خوش آب کی مانند

وہ سرو قد ہے مجھسے بظاہر اگر بلند
مادہ سے مرتبہ میں ولیکن ہے نر بلند

ہونا اگر تو چاہے سرفراز و سربلند
سر عجز سے زمین پہ جھکا پاؤں کر بلند

شاعر دروغگو ہیں جو کہتے ہیں سرو قد
قامت سے آپکے ہے کہیں نیشکر بلند

اُس بت کا ناچ گانا تو جو کچھ بھی ہے سو ہے
لیکن صدا ہے صورت آواز خر بلند

وہ جیب دیکھتے ہیں میں تکتا ہوں انکا منہ
نیچی نگاہ اُنکی ہے میری نظر بلند

بے نردبان لگائے تو بوسہ محال ہے
وہ سرو قد ہے بانس سے بھی ہاتھ بھر بلند

(ردیف)

اوپر بٹھایا اُس نے عنایت کو اس لیے
دیکھیں رقیب رتبۂ اہل ہنر بلند

(ذال)

گاہ برسات میں ہو بھیگ کے سڑ کر کاغذ
چاٹ لیں یا مرے اعمال کا جھینگر کاغذ

کہنا قاصد نہ دکھائے وہ مرا غیر کو خط
ہاتھ سے چھین کے نوچے گا وہ بندر کاغذ

لکھوں کیا خاک قلم اُس میں گھسا جاتا ہے
کیا اُٹھا لائے ہو صاحب یہ لدّڑ کاغذ

ق

نا دھندوں کا ہے قانون سماعت حامی
سینکڑوں کرتا ہے بیکار یہ اکثر کاغذ

ختم میعاد ہوئی مفت میں زر کھو بیٹھے
سیٹھ جی چاٹے اب شہد لگا کر کاغذ

رہن ہوتا ہے نہ اب اُن کا مکان بکتا ہے
جھوٹے کھنڈر کے لیے بھرتے ہیں گھر گھر کاغذ

بھائی بندوں کو بھی محروم رکھا ترکہ سے
کر گئے نام کا جورو کے مچھندر کاغذ

(ر ا ر)	ہند مین ایسا کچھ افلاس عنایت پھیلا کہ بہت دن سے ہے رائج عوض زر کاغذ	(ردلیف)

ہے مرض دائی کا اب پایا ہے جھٹکا ایک اور
لگ گیا یہ مفلسی مین اُنکو دھکا ایک اور

صحبت ناصح سے ہم آفت نے دونکو کام کیا
یہ کہان سے آگیا اُلّو کا پٹھا ایک اور

یار نے گھر سے نکلوایا جو اپنے غیر کو
تھام کر گردن دیا مین نے بھی دھکا ایک اور

سینگ کٹوا کر ملے ہین شیخ جی بچھڑون مین آج
آگئے ہین نندون مین یہ بچھیا کے باوا ایک اور

غیر کہتا ہے کہ سمجھونگا بھلا تجھکو چچا
یہ کہان سے ہوگیا پیدا بھتیجا ایک اور

دعوتین ہی ڈہونڈہتے پھرتے ہین دن بھر شیخ جی
شہر مین پیدا ہوے ہین میر بھوکا ایک اور

پھر چچوندر چھوڑ دی اک عشق آتشباز نے
پھر نظر آیا مجھے یارو پٹاخا ایک اور

دل مین ہے چٹیا پکڑ کر کھینچ لائین اُنکو ہم
یہ سمایا ہے ہمارے سر مین سودا ایک اور

کفش زرین اے عنایت کیا اُسے پہنا نہین
رکھدیا ہے یہ بھی تیرے سر پہ جوتا ایک اور

گل کھل کھلا پڑے تری کھل کھل کو دیکھکر
بلبل کے جل اُٹھی تری چل بل کو دیکھکر

کھٹکا رقیب عاشق بیدل کو دیکھکر
بھاگا ہے بھوت دیکھئے عامل کو دیکھکر

رات ایسا وحشت سر ور فلک سیر نے کیا
اُنکو پکار اُٹھا مہ کامل کو دیکھکر

اُس جنگجو کی شکل سے نفرت ہوئی مجھے
بیوجہ روز روز کی کِل کِل کو دیکھکر

معشوق سچ ہے گش سے عنایت خدا بچائے
کیا انتشار ہوتا ہے کِل بل کو دیکھ کر

بیدین ہو گئے اُسے دیندار دیکھ کر
پھندے مین اُسکے پھنس گئے زنّار دیکھ کر

چھوڑا ہے دختِ رز نے تجھے بیکار دیکھکر
کیسے لگاؤن مُنہ تجھے مردار دیکھ کر

کوٹھے سے مار مار کے اینٹین اُٹھا دیا
بیٹھا کبھی جو سایۂ دیوار دیکھکر

دم بند خون خشک چھُری[۱] بند و نکا ہوا
کوچہ مین اُنکے پشتونکا انبار دیکھ کر

وحشت کو سنکے بولے عنایت یون طبیب
ہم کیسے ہاتھ ڈالین یہ آزار دیکھ کر

عدو بیجا ہے حاصل ہو وصال گلرخان کیونکر
جو جھجے کر نہین سکتا پڑھیگا وہ ردان کیونکر

جلاتا ہے اُسے صیاد اور سُلفے اُڑاتا ہے
رکھے اے باغبان بلبل چمن مین آشیان کیونکر

سوا بوسون کے کب ہے قابلیت اور عیرون کو
الف بے والے پڑھ لین گے گلستان بوستان کیونکر

کوئی فرقت مین دُبلا ہی ہوا این وصل مین لاغر
نہ لگتے جونک بنکر وہ تو گھلتے استخوان کیونکر

ہوئے ہو نفس مردہ اب تو تم مشہور دنیا مین
ملیگی پھر وہان اے زاہد حور جنان کیونکر

جلاتے ہو مجھے باتون مین سودا ہے مرض کیا ہے
اگر گرمی نہین تمکو ہوے آتش بیان کیونکر

[۱] قصب قصابان

مین جسدم اُنپہ لدتا ہون خفا ہوکر تو کہتے ہین
عنایت دو رہونگی یہ تری خرمستیان کیونکر

بھپکیان دیتے ہو تم مجھکو جو بندر ہوکر — لیکے جوتا مین نچاونگا قلندر ہوکر
میرے چاکر ہین مگر رہتے ہین افسر ہوکر — کام لیتے ہین وہ مجھسے مرے نوکر ہوکر
پھاڑ ڈالون تری انگیا کو مین بندر ہوکر — چاٹ لون مصحف رخ کو ترے جھینگر ہوکر
مارکر جام و صراحی مرے سے افسوس — چلدیا غیر کے ہمراہ وہ جھجر ہوکر
پاؤن پکڑونگا پس مرگ بھی تیرے اے بت — آستانہ پہ لگونگا ترے پتھر ہوکر
وصل کا وان لئے بن نہ ٹلونگا ہرگز — ترے گھر آیا ہون اے ماہ سنیچر ہوکر
دیکھتے ہین مجھے اغیار نگاہ بد سے — اُنکی آنکھون مین کھٹکتا ہون مین کنکر ہوکر
درد فرقت سے تڑپتا ہون مین اے رشک مسیح — آمرے سینہ سے لگ جا تو پلستر ہوکر

(ردیف)
دولت آتے ہی تو سستی ہی عنایت آئی
کیا لگا ہاتھ رقیبون کے تونگر ہوکر
(زاے)

میرا اور اُنکا ہی رہتا ہے جھگڑا ہر روز — جوتی اک ہاتھ مین ہے ایک مین جوتا ہر روز
اُنکو بہکاتی ہے شیطان کی خالہ ہر روز — گل نیا آگے کھلاتی ہے عجوبہ ہر روز
غیر کی ڈاڑھی ہے اور یار کی چٹیا ہر روز — خوب جلتے ہین ہم جمیل و فتا ہر روز

مجھسے تنخواہ کا ناحق ہے تقاضا ہر روز
تمکو سودا تو دیے جاتا ہے بنیا ہر روز

کیون نہین کرتے ہو بیچارون کی مرہم پٹی
کوستا ہے تمہین ہر گرمی کا مارا ہر روز

برسون غیرونکو قدم رکھنے کی نوبت ہی نہین
اُنکے گھر بجتا ہے یارون ہی کا ڈنکا ہر روز

ہوتا جاتا ہے گڑھا یار کے نیچے فرش
اُکنے اک طور کا لگ جاتا ہے دھکا ہر روز

وصل مین نوچتے ہین وہ مری ڈاڑھی ہر شب
مارے جوتون کے مین کردیتا ہون تڑکا ہر روز

دیسی کپڑے کا بہت خاصہ کفن ہوتا ہے
نایکہ صاحبہ کاتا کرو چرخا ہر روز

اب بھی آمرتے ہین یہ جا وہان گاڑیبان
ڈھلکے جاتا ہے یون ہی یار کا پہیا ہر روز

اس لئے خود وہ مرے گھر ہی چلے آتے ہین
اُنکو ملتا ہے یہان آنیکا بھتا ہر روز

غیر کا جسم موٹاپے سے سنبھلتا ہی نہین
اُسکی دہلیز پہ گر پڑتا ہے بھدا ہر روز

ڈر ہے عاشق کو نہ اپنے وہ کہین کھا جاے
ایسا معشوق جو کھا جاتا ہے ڈھیٹا ہر روز

سلسل البول ہے مجھکو تو ہے اُنکو یہ ملال
سخت دقت ہے بگڑتا ہے بچھونا ہر روز

کرسکین سامنے میرے نہ کبھی سر اونچا
اسلئے اُنکو دکھا دیتا ہون نیچا ہر روز

دنکو لڑتے ہین سدا شب کو وہ ملجاتے ہین
کھیل بنتا ہے بگڑتا ہے گھروندا ہر روز

دانو پر میرے کسی رات نہین چڑھتے ہین
غبیتون ہی سے وہ کھاجاتے ہین غچا ہر روز

حکم دربان کو یہ ہے دخل عنایت کو نہ ہو
بوسہ لے اُڑتا ہے اگر وہ اُچکا ہر روز

(زمین)

تسبیح کی کبھی کبھی زنار کی ہوس — مٹتی کسیطرح نہین مکار کی ہوس

گیسو بڑھائے ہین کہ پھنسائین وہ مرغ دل — کیسی بڑھی ہوئی ہے چڑھی مار کی ہوس

رنج و خوشی کا ساتھ ہے گلزار دہر مین — اُس گل کو کسطرح سے نہ ہو خار کی ہوس

پہنچا تھا بے بلائے نکالا گیا رقیب — تھی دل مین نابکار کے دھتکار کی ہوس

نظرون مین اُنکی اب جو عنایت حقیر ہے
کیا اُنکے دل مین ہے کسی تیار کی ہوس

یہ چھیڑ ہے غیر کا ترے پستان ہار کے پاس — اُلّو نے گھونسلا یہ بنایا ہما کے پاس

اُس جنگجو نے کی یہ شرارت بلا کے پاس — ڈاڑھی عدو کی خوب ہی نوچی بٹھا کے پاس

مین تخلیہ مین بیٹھا ہون اُس فتنہ زا کے پاس — بچھوؤں کے مثل غیر ہین دائی دوا کے پاس

لو نایکہ نے آپکی یہ کیا غضب کیا — فریاد لیکے پہونچی ہے ڈھڈو چچا کے پاس

اُستاد جی کے گھر مین چالان کر دیا — بھیجا سزا کے واسطے کٹنا سزا کے پاس

کیون پوچھتے کسی سے ہو کر لیجیے نکاح — دولت بہت ہے شیخ جی اُس بیسوا کے پاس

کمل کی کھوئی اوڑھ کے آیا رقیب آج — دیکھو چھپا کھڑا ہے وہ بیت الخلا کے پاس

لیتا ہے رنڈیونکی تلاشی تو کوتوال — دل دیکھتا نہین مرا دزد حنا کے پاس

سونٹا لنگوٹا بوریا تینون یہ نذر ہین — اسکے سوا کچھ اور نہین اس گدا کے پاس

دشمن نے باڑہ تیغ پہ رکھوائی ہے تو کیا
ہمنے بھی آج رکھا ہے جوتا گٹھا کے پاس

ہوتا نہ چانڈو خانہ تو لگتا نہ اپنا ٹھیک
گھر مین گذر ہے اور نہ ٹھکانا چچا کے پاس

اُس بُت کی کٹنگری پہ جو دیکھا ہوا اُسے
ٹٹو ہمارا پہونچ گیا ھنھنا کے پاس

جاتا ہے دم لگانے عنایت وہان تلک
تکیہ ہے سید ہے ہاتھ کو جو کربلا کے پاس

ردیف (شین)

یہ کچھہ ایسی ہی ہے شیخ مفت بر کی تلاش
کمہار کرتا ہے جیسے کہ اپنے خر کی تلاش

مجھے ہے جوتے کی اور غیر کو تبر کی تلاش
مرے جگر کی اُسے مجکو اُسکے سر کی تلاش

بھنگیڑ خانہ مین جب جا ہین وہ چلے آئین
عبث ہے حضرت ناصح کو میرے گھر کی تلاش

جناب شیخ کو یہ جستجو ہے دعوت کی
کہ جیسے باپ کو ہو گمشدہ پسر کی تلاش

ہمیشہ خاک وہ پھانکا کئے ہین غیر کے ساتھ
ہمارے پاس جو آئے تو ہے شکر کی تلاش

ہمین تو ملگئی مطلب کی شئے عنایت آج
کیا کرین شعرا عمر بھر کمر کی تلاس

ایسا ہوا ہے یار مرے امتحان سے خوش
بلبل ہو جیسے وصل گل بوستان سے خوش

گونگی سے کیا ہے لطف ملاقات حظ نفس
وہ خود ہی جانور ہین جو ہین بے زبان سے خوش

اُستاد بھی ہین یار بھی ہین بامذاق بھی
کیونکر نہ دل ہو شیخ محمد زمان سے خوش

اے ماما چھید بھید کچھ اسمین ضرور ہے
بے عذر ہین کبھی اُنہین انکار ہی نہین

بی بی سے تو خفا ہے مگر ہے میان سے خوش
ہر بات مین وہ رکھتے ہین عاشق کو ہان سے خوش

(ردیف)

اس بات کا ہے ہمکو عنایت بہت خیال
ناخوش وہ اک نہ ماننے سے ہین کا لیخان سے خوش

(صاد)

جو ستمین ہین انکو بھی ہے کیمیا کی حرص
جلتی ہے میرے بندگی بتی چراغ مین
کالی جگائی جاتی ہے جادو کے واسطے
چکھنے مین آئے مال جو ٹوٹکو ئی مرے
ملاؤن کو ہے فکر کہ ہوین کسیکے پھول
پنکھا مڑا سا گھر مین لگایا بندو ڑ نے

(ق)

کُندن اُسے کو آج کل ہے زیادہ طلا کی حرص
کس انتہا کو پہنچی ہے اُس بیسوا کی حرص
دیکھو تو اُس چڑیل کو ہے کس بلا کی حرص
دیکھو تو اُس گروہ کا سراپا خطا کی حرص
رہتی ہے بنڈ توّن کو ہمیشہ کتھا کی حرص
دیکھو ہے اُس بدوڑ کو کیسی ہوا کی حرص

(ردیف)

جاتے ہین آگرہ سے عنایت وہ لکھنؤ
رشک پری کے دل مین ہے اندر سبھا کی حرص

(ضاد)

نہ اُنکو خیر سے مطلب ہے اور نہ ہے شر سے غرض
بغیر کام لیے مین کبھی نہ مانون گا
سُنین وہ یا نہ سُنین یہ بکے ہی جاتا ہی

کوئی جیے کہ مرے رنڈیونکو زر سے غرض
نہین ہے مجھکو تمہاری ہجر مجر سے غرض
رقیب یا وہ گو گو ہی اپنی ٹر سے غرض

جو ہین امیر کشادہ مکان ہین انکو پسند
رقیب سے ہے سروکار مجھ سے مطلب کیا

غریب ہون مجھے رہتی ہی تنگ گھر سے غرض
وہ خر دماغ ہین انکو ہے گیدی خر سے غرض

(ردیف)

وہ زر بھی کھینچتے ہین نہ وہی گھٹاتے ہین
سدا ہے اُن کو عنایت مرے زر سے غرض

(طوے)

رکھتی ہے رند بادہ خوار سے ربط
یار تم بھی بڑے ہی ایسرو ہو
سر کھجاتا ہے شوق کفش ہین کیا
تا ہے توڑے گا وہ صنم شاید
اسمین عزت تمھاری گھٹتی ہے
آگے پیچھے کا اپنے کرکے خیال

دخت رز کو ہے اپنے یار سے ربط
بگڑے ہم سے کیا سوار سے ربط
کیون کیا آپ نے چمار سے ربط
آجکل اُسکو ہے کُمہار سے ربط
نہ بڑہا و کسی گنوار سے ربط
کرلیا اُسنے پیشکار سے ربط

(ردیف)

کچھ نکما نہین عنایت بھی
تم کو پھر کیون ہے کادار سے ربط

(ظوے)

کیون ہے رقیب بانی بیداد کا لحاظ
جیسے بگڑتے ہو مین ابھی منہ بگاڑ دون
کیون ہو رقیب بوم صفت کو یہان دخیل

کب تک رہے گا آپ کو ہمزاد کا لحاظ
کر جاتا ہون ہین حسن خداداد کا لحاظ
رکھیئے ذرا تو خانہ آباد کا لحاظ

نوچی کے آشنا سے بُری ہے یہ دل لگی
ہر سانس کو ضرور ہے داماد کا لحاظ

(ردیف)

دڑبے مین اپنے اُسکا کبوتر رکھو نہ بند
کچھ تو رکھو عنایت آزاد کا لحاظ

(عین)

تیرے عاشق تیرے در پہ رہتے ہین اے یار جمع
چرسیے بھنگڑ شرابی مفت خورے چانڈو باز
آتشکے کوڑھے خارشتے سوزاکیے
یار اور اغیار کا ہوگا نہ ہرگز فیصلہ
خون بہا کا پیش ہے دعوا الٰہی خیر ہو

ایرے غیرے پالکے کھیرے مردم بازار جمع
مردم لائق ہین اس دربار مین سرکار جمع
آپکے دارالمرض مین ہین عجب بیمار جمع
بارہ منہ ٹیڑھی پھر نہ ہوگی جبتک کہ دو یار جمع
اس طرف مجمع وکیلون کا اُدھر مختار جمع

(ردیف)

اے عنایت بھولکر بھی تم نہ جانا اُس طرف
اُنکے گھر مین ہین بڑے مفسد بڑے مکار جمع

(غین)

عجب اس ماہ نے ہمکو دیا داغ
یہانتک کھائے اسکے عشق مین گُل
کسی کُتے نے یا بندر نے کاٹا
جو یاد آیا ترا سبزی کا پینا
ہوئی ہے آتشک اُس شعلہ رو کو

کیا تھا جسکو داغی دے گیا داغ
سراپا جسم میرا بن گیا داغ
تمھارے گال پر کیونکر ہوا داغ
ہوا فوراً مرے دل کا ہرا داغ
لگا معشوق کو بھی عشق کا داغ

ردیف (ف)

سنین گے جب عنایت یہ ترے اشعار
تو خوش ہونگے جناب میرزا داغ

جو بات چھپائی وہ ہے چہرے سے عیان صاف
ہوتا ہے زمانہ کی دو رنگی مین زبان صاف

گالون پہ تمھارے ہین وہ دانتون کے نشان صاف
ہوسی سے مکدر کبھی باندھے ہے میان صاف

دشنام دیے غیر کو مجھ کو بھی کہا سخت
تم کاٹتے منہ پر ہی سے کیا خاک کرین بات

چھجے مین اٹکتے ہین ولیکن ہے زبان صاف
قینچی کی طرح آپکی چلتی ہے زبان صاف

ردیف (قاف)

ہر صاف طبیعت پہ عنایت ہے اذ جمیل
دھوبن سے کدورت ہو تو پھر دل ہو کہان صاف

ہے منڈے سر تمہین بندش دستار کا شوق
مرد جانباز ہون مجھسے تو یہی ہے شغل

شیخ جی رندونکو ہے چیتونکی بوچھار کا شوق
کھیل شطرنج کا ہے مردم بیکار کا شوق

بھڑے بو جہل سے بھلا لطف ملاقات ہے کیا
جھڑکیان کھانا ہے پر روز وہان جانے کا

یار مزدور ہے شاید کہ ہے بیگار کا شوق
غیر بے شرم کو کس درجہ ہے دھتکار کا شوق

ردیف (کاف)

خوب چلتا ہوا جادو ہے عجب افسون ہے
ہے زمانہ کو عنایت ترے اشعار کا شوق

گلرو بھی سمجھتے ہین مزہ دار کہان تک
رنگین ہین عنایت ترے اشعار کہان تک

ہر بات مین کہتے ہو کہ بیزار سے میری
دیکھین گے کہ چلتی ہے یہ بیزار کہان تک

ہر مردم بازار ہے گرمی سے پریشان
ہے یار تری گرمئی بازار کہان تک

ق

گھیرا سا جو اک سر پہ ہے شیخ جی صاحب
فرمائیے تو اسکی ہے مقدار کہان تک

پگڑی ہے کہ یہ آنت ہے شیطان کی حضرت
اترے گی تو پھیلے گی یہ دستار کہان تک

آگے ترے رہتے ہین سواری مین ہمیشہ
پیچھا ترا کرتے ہین طلبگار کہان تک

مین بھی وہ سڑی ہون کہ خبر تک نہین ہوتا
چھیڑین گے مجھے مردم بازار کہان تک

بے ختنہ بتاتے ہین مجھے یار کے آگے
کٹتی ہوئی کہتے ہین یہ اغیار کہان تک

اس مہر مین بھی ذرہ نوازی کی صفت ہے
چمکائے عنایت ترے اشعار کہان تک

مرزا حاتم علی بیگ مہر

آئے قبضہ مین ہمارے وہ پری رو کب تک
دیکھئے ملک سلیمان پہ ہو قابو کب تک

گھر بناؤ کوئی زاہد کے لئے بہر خدا
ٹوٹی مسجد مین یہ بیٹھا رہے الو کب تک

کیا یونہی تالیان بجواؤ گے اپنے پیچھے
شیخ جی لڑکے کہین گے تمہین لولو کب تک

وہ تو ہرجائی ہے کیا اسکا ٹھکانا یارو
اسکے پیچھے مین پھرون باندھ کے ستو کب تک

دیکھون مین بھی تو زمانہ کی یہ چستی سستی
دل تو چلتا ہے پہ چلتا نہین ٹٹو کب تک

شیخ کو بی بی نے یہ کہکے دو ہتڑ ماری
تو کمانے کو نہ نکلے گا نکھٹو کب تک

آپ ہی اپنی جو تعریف حسین کرتے ہین	اپنے منہ آپ بنین گے میان مٹھو کب تک
(ردیف) خوبرو محو ہین اس سحر بیانی پہ تری دیکھین چلتا ہے یہ سفلی ترا جادو کب تک	(گاف)
غیرون نے کیا بگاڑا ہے اس انجمن کا رنگ	اُلّو تمھین دکھائین گے ویرانہ پن کا رنگ
سونا ملے کہان سے جو سوئے شب وصال	تکلیف تب سے زرد ہے اس سیمتن کا رنگ
مستی ہے اسقدر کہ بدرو ہوا ہے منہ	کوّے کی چونچ سے ہے مشابہ دھن کا رنگ
دم بھر مین ڈھیلے ہو گئے تو تیس مار خان	زن کے مقابلہ مین ہے فق تیغ زن کا رنگ
زائل ہوا ہے حُسن جوانی کے ساتھ ہی ق	تبدیل ہو گیا ہے رُخ سیمتن کا رنگ
کیونکر چلے کرایہ پہ اور کون ہو سوار	پُرزے گھسے ہین اور ہے میلا فٹن کا رنگ
مہندی لگی عروس کے اور شیخ کے خضاب	شب خندہ زن ہین دیکھ کے دولہا دلھن کا رنگ
(ردیف) یہ ڈھنگ ہی جدا ہے عنایت ہے طرز خوب عالم پسند ہو گیا تیرے سخن کا رنگ	(لام)
کیا ہی وہ اپنے کئے پر ہین پشیمان آجکل	حامد کیا ہین نہایت ہین پریشان آجکل
ہم پیالہ اُسکے ہین گبر و مسلمان آجکل	بھشٹا اُس نے کر رکھا ہے سب کا ایمان آجکل
اُنکو ہے نانِ جوین بھی مرغ بریان آجکل	ہے خفا ہوٹل کا اُن سے خانسامان آجکل

اُنکے گھر مشاطہ ہین وچار بڑھیان آجکل
بنگئی ہے کوئی خالہ کوئی امان آجکل

تخلیہ مین پڑھتے ہین وہ باب پنجم کا سبق
ساتھ میرے کرتے ہین سیرِ گلستان آجکل

گھونسلا اپنا بناتا ہے رقیب بوم شوم
جھونپڑا اُنکا ہوا جاتا ہے ویران آجکل

بھیجتا لاحول ہون جس بیوفا کی شکل پر
خواب مین آکر ستاتا ہے وہ شیطان آجکل

وہ مسلمان ہے کبھی ھندو کبھی ہے آریہ
کال کے بگڑے کا کیا بگڑا ہے ایمان آجکل

قطعہ

رنڈیون کا گھر بلاتا ہے حماقت کی دلیل
کر [illegible] ہین یہ ظاہر و پوشیدہ نقصان آجکل

نایکہ اُستاد ایرے غیرے ہین ڈولی کے ساتھ
آنے ہین یہ نا مراد اُفتان و خیزان آجکل

صاحبِ خانہ کا بھیجا کھاتے ہین سہلا کے سر
مفت کے ہوتے ہین یہ دو چار مہمان آجکل

چکھتے ہین پالا لزا دے شیرمال و قورمہ
بڑھ کے دعوت سے ہوا کرتے ہین سامان آجکل

نصف شب اس جوتیا چکر مین جاتی ہے گذر
کیا ہی ہوتا ہے دلِ عاشق پریشان آجکل

بعد ازان شکوے شکایت اور ہین فرمائشین
دل کا دل ہی مین رہا کرتا ہے ارمان آجکل

پہنچتی ہے وصل کی نوبت بمشکل دو گھڑی
اس پہ بھی اپنا جتاتے ہین وہ احسان آجکل

وقت رخصت صبح کا اُستاد جی پوچھو نہ حال
ہوتا ہے عاشق پہ لطفِ فراوان آجکل

کوئی حقہ کوئی لوٹا پانچون ہین لے اُڑی
بگڑا ہے ان رنڈیون کا کیا ہی ایمان آجکل

ہوتی ہین انکی بدولت نوکرون پر سختیان
مال پاتے ہین ہیٹین بیچارے دربان آجکل

ڈھاڑیون نے کر رکھا ہے کیا ہی اُنکو جوتیا — ناچنے گانے پر اپنے ہین وہ نازان آجکل

بیدھڑک پڑتا ہے اُنکے گھر عنایت کا قدم
رہتا ہے پینک ہین ہر دم اُنکا دربان آجکل

(ردیف م)

قبضہ مین اپنے ملک سلیمان کرینگے ہم — رضوان بنین گے غیر کو شیطان کرینگے ہم

اس گلبدن کو وصل مین عریان کرینگے ہم — گھر بیٹھے اپنے سیر گلستان کرینگے ہم

ہاتھ آگئے تو پھاڑ دینگے اُنکے ازار بھی — جوش جنون مین چاک گریبان کرینگے ہم

اوپلے وھی کے ساتھ کھلائین گے غیر کو — اک روز اپنے گھر اُسے مہمان کرینگے ہم

پریون کو سحر کرکے عنایت کرینگے قید
اب اپنے جھونپڑے کو پرستان کرینگے ہم

مارین گے اب رقیب کو آہِ رسا سے ہم — فرعون کو ہلاک کرینگے عصا سے ہم

جب سے مٹے ہین ہم کہ گچھون کے نشان تھے — عاشق ہین تیرے آج سے یا ابتدا سے ہم

زاہد مین آگئے ہین ابوجہل کے خواص — سمجھین گے اب تو ایک نہ اک دن چچا سے ہم

ہم سے چھپا نہین ہے کوئی حال یار کا — دائی سے مل رہے ہین گٹھے ہین دوا سے ہم

دین گے طلاق دختر رز کو خراب ہے — شادی کرین گے اب کسی نا کتخدا سے ہم

ترچھا رکھا ہے قبر مین یارون نے اُس لئے — مارے گئے ہین آپکی بانکی ادا سے ہم

ایسی شب وصال پہ لعنت ہے میری جان
بیٹھے ہین ہم جھکائے ہوئے جوتیا سے ہم

جوتا بغل مین لیکے عنایت چلین جب
پہونچین گے کوے یار مین پہلے صبا سے ہم

بدلتے جب کبھی پوشاک ہین ہم
تو پھر کپڑون سے ملتے خاک ہین ہم

تمھاری باندھتے یون دھاک ہین ہم
کہ انکے عاشق غمناک ہین ہم

جیا جانے جو کہتے ہو تو شاید
تمھارے دانتوں کی مسواک ہین ہم

جولاہے بھی کہا کرتے ہین اُن سے
کہ حضرت آپکے مشتاق ہین ہم

تم اپنے چاہنیوالون سے پوچھو
کہ کیسے عشق مین بیباک ہین ہم

یہان ہر روز رہتی ہے دھولینڈ ہی
ترے غم مین اُڑاتے خاک ہین ہم

عنایت خوف کیا محشر کا ہم کو
غلام صاحب لولاک ہین ہم

(ردیف) (نون)

عرق شرم سے پیش شعرا تر مین ہون
خفتے ہین جسکے سخن پر وہ سخنور مین ہون

کبھی کشتی مین ہون نیچے کبھی اوپر مین ہون
کبھی ابرا ہون مین اُنکا کبھی استر مین ہون

شال جاڑے مین ہون اور گرمی مین بستر مین ہون
کبھی ابرا ہون مین اُنکا کبھی استر مین ہون

ناوگاڑی کیطرح ہے مرا انکا سنجوگ
کبھی نیچے ہون مین اُنکے کبھی اوپر مین ہون

پیچھے پیچھے دُم صیاد کے اکثر مین ہون
سالہا سال ہوئے ہین ترے پیچھے پھرتے
فسٹ نمبر ہے مرا اور کبھی ہے سیکنڈ
مارے حسرت کے مرے جاتے ہین باہر اغیار
کسی گردن کی صراحی کا یہ دل شیدا ہے
تم جو کہتے ہو کہ چل دور نکل باہر ہو
ہاتھ رکھکر ترے سینہ پہ نہ کیونکر اچھلون
بھیڑیا چال ہے دم دینا کسی لڑکے کو
کیون نہین مجکو دکھاتے ہو ہنومان کا خط
سر دھری نے کیا طفل نصارے کے یہ چال

لبغبغہ کہتے ہین جسکو وہ کبوتر مین ہون
جنوری تو ہے تو اے ماہ دسمبر مین ہون
یار سے انگلش و اُردو مین برابر مین ہون
بند دروازے ہین اور کمرے کے اندر مین ہون
دولت عشق سے اب ڈالی چھپر مین ہون
کب بھلا آپ کے فرمانے سے باہر مین ہون
ناریل ہاتھ لگے جسکے وہ بندر مین ہون
شیخ جی گرگ کہن آپ تو کنجر مین ہون
بھاڑ ڈالون گا بھلا کیا کوئی بندر مین ہون
رکھتا سینہ پہ سدا اپنے پلستر مین ہون

آجکل اُسکی عنایت ہے عنایت مجھپر
چین کرتا ہون نصیبے کا سکندر مین ہون

کہتے شب وصال مین وہ بار بار ہین
شیطان بھی مفلسی مین ستاتا ہے اے اذن
دربردہ مجھسے کرتے ہین وہ جان کا سوال

لاؤ میان وہ دام جو پہلے اُدھار ہین
ڈھیلے ہین دیکھ لیجیے جو مالدار ہین
کہتے جو دم مبدم وہ مجھے دم بدار ہین

آرام ہے سرور ہے کیا سکھ بدن کے ساتھ
اللہ رے مفلسی کہ مجھے پا کے ننگے سر
جو سینکڑون بنگ لیتے تھے کہتے ہین اب وہ یون
یہ دھن بندھی ہوئی ہے وطن کی کہ راندہ ہین

کمبخت ہین جو لوگ نصیبن کے یار ہین
جوتے لگے گانٹھنے سے گریزان جما رہین
دلواو کچھ ہمین کہ بہت زیر بار ہین
غربت مین بھی الاپتے ہم دیسکار ہین

شان خدا کہ طعن عنایت یہ وہ کرین
جو لوگ تان سین کے خود رشتہ دار ہین

یار مین ہے جو مروت کسی انسان مین نہین
شیخ کس وقت بھلا مسجد ویران مین نہین
ذکر افسوس مرا محفل جانان مین نہین
دل مین اب تو یہ ٹھنی ہے کہ کرون نفس کشی
ترے ہونٹون کی سی شیرینی شکر مین ہے کہان
جو اُچھل کود ہے تجھ مین وہ نہین بندر مین
چھوڑ دو بھیل نہ جائے کہ بندھا ہے آٹا
کیا جہنم کو رقیبون کے وہ ہمراہ گئے
خون عشاق کا پینا ہی کیا سب نے حلال

غیر مین جیسی شرارت ہے وہ شیطان مین نہین
چغد ایسا تو کوئی دشت و بیابان مین نہین
باب نجم ہون کہ کالج کی گلستان مین نہین
وصل ممکن مجھے اس عالم امکان مین نہین
جو نمک ہے ترے چہرہ پہ نمکدان مین نہین
شوخی چشم تری چشم غزالان مین نہین
بیر گا جراحی حسامے دامان مین نہین
ہند مین چین مین تاتار مین ایران مین نہین
قید اس بات کی حیوان اور انسان مین نہین

چارپائی ہین مری پلتے ہین لاکھون کھٹمل
ایک جون بھی تو تری زلف پریشان مین نہین

اے عنایت نہ ہو خود جب ظرافت کو بھی ناز
شعر ایسا تو کوئی آپ کے دیوان مین نہین

میان شیخ زندن مین داخل ہوئے ہین
کٹا سینگ بچھڑون مین شامل ہوئے ہین

گرے ہین کبھی ہم جو قد مو نپہ اُنکے
تو جوتا وہ لیکر مقابل ہوئے ہین

نزاکت تھی اُنمین وہ دُبلے تھے جب تک
ہوئے ہین جو موٹے تو ڈہل ہل ہوئے ہین

نہین دیکھتے ہین وہ آنکھین ہین جنکے
جو اندھے ہین نرگس پہ مائل ہوئے ہین

کبھی کھائے گھونسے کبھی کھائین لاتین
مزے ہمکو چاہت کے حاصل ہوئے ہین

غزل میری سُنکر عنایت وہ بولے
ترے شعر سب جھانٹا کل کل ہوئے ہین

حور آگے ترے اے ماہ لقا کچھ بھی نہین
روبرو غیر سیہ رو کے تو کچھ بھی نہین

آپ ہی مردہ کیا تو نے ہمین اے مُردار
آپ ہی کہتی ہے اب مجھہ مین رہا کچھ بھی نہین

خوف سے میرے نہین آتے ہین بنے ابت
ابتو محفل مین تری چون و چرا کچھ بھی نہین

اُڑ گئے دیکھتے ہی مجکو وہان سے رنگریز
محفلِ یا ہین رنگ اُنکا جما کچھ بھی نہین

شیخ سے چھپتے ہین ایسے ہے تو خطرہ اسمین
یہ نہ سمجھو کہ نمازی کا ٹکا کچھ بھی نہین

ضبط گریہ جو کیا تو نے عنایت امسال
خلق روتی ہے ہوا گیہون جینا کچھ بھی نہین

بے خون بہائے مرے گھر سے ٹلا نہین
کچھ اور کھانا شیخ جی اسدم بچا نہین
بگڑی ہی شیخ جی کی کہ شیطان کی ہو آنت
بوسے کے لینے مین جو مرا دانت لگ گیا
چانڈو نے انکو مفلس و قلاش کر دیا

ایسا تو دلبرون مین کوئی منھ چڑھا نہین
لیجائین اسکو آپ یہ کچھ ابسا نہین
بس اک سرا ہے دوسرا اسکا سرا نہین
بولا وہ گل کہ گال مرا گلگلا نہین
پتھر پہ پھونس چولہے یہ انکے توا نہین

پتھر پڑے ہین کیسے عنایت کی عقل پر
صحبت ہے سیمتن سے گرہ مین ٹکا نہین

دنیا داری کیلئے خواہش زن رکھتے ہین
کر دیا اُس بت کمسن کو سکھا کر جمرخ
اُنکی رفتار مین ہے کبک دری کا انداز
اپنے مرنیکا بھی ان گور کنون کو ہی خیال
غیر کو پشم سمجھتے ہین مثال پشہ
شوق عورت کا دلاتے ہین ہمیشہ دلال

اہل دنیا بھی عجب جو بتاین رکھتے ہین
تجھ سے ہم شکوہ نو چرخ کہن رکھتے ہین
یہ پرزاد پرندون کا چلن رکھتے ہین
یہ کفن چور بھی کچھ فکر کفن رکھتے ہین
رستم وقت ہین ہم زور پشن رکھتے ہین
گشتہ زن ہمکو عبث گشتہ زن رکھتے ہین

گالیاں منہ مین بھری رہتی ہین معشوقون کے
گو شکر لب مین مگر تلخ دہن رکہتے ہین

باغ مین سروا کرتے ہین جو ترے آگے
طول قامت سے حماقت ہمہ تن رکہتے ہین

انکی پاپوش مین ہین سیم وطلاکے گھنگرو
ہم فتوحی مین بھی ہڈی کے بٹن رکہتے ہین

گنج چندیا پہ ہماری نہین قارون کیطرح
جو کہ ہین اہل سخن گنج سخن رکہتے ہین

بعد بی بی کے کھلا حال عنایت ہمکو
زن جو رکہتے ہین وہ آسائش تن رکہتے ہین

جھگڑا نہین وہ شہر مین نکرار ہی نہین
مرتے تھے جس پہ لوگ وہ مُردار ہی نہین

قبضہ مین جو نہین ہے وہ تلوار ہی نہین
جو ہاتھ مین نہین ہے وہ ہتیار ہی نہین

انگیا کی تیرے سنتے ہین دیوار ہی نہین
کہتے ہین وہ جو محرم اسرار ہی نہین

مین رات دن جو پاؤن دباتا ہون یار کے
کچھ فائدہ بھی ہوتا ہے بیگار ہی نہین

جس دن سے ہوگیا مرضِ آتشک انہین
اُسدن سے اُنکی گرمی بازار ہی نہین

کہتے ہین مجھ سے ڈوب مرو جاؤ اپنے گھر
سر پھوڑنے کو کچھ مری دیوار ہی نہین

کچھ ہم تو ایسے عذر سے مجبور ہو گئے
کیونکر گلے کو کاٹین کہ تلوار ہی نہین

یہ ناسزا جو آپکی چھاتی پہ ہین سوار
تمکو کسی طرح یہ سزاوار ہی نہین

نادان ہے جو بتون سے امیدِ وفا رکھے
یہ بے لئے دئے تو کبھی یار ہی نہین

زاہد حرام ہم نہ کرین پھر تو کیا کرین
ہمکو کبھی نکاح سزاوار ہی نہین

کیونکر نہ میرے سر پہ وہ ہر دم سوار ہون
وہ ڈانٹ ہی نہین ہے وہ دھتکار ہی نہین

چاندی کے جوتے ماریئے کب تک حضور کے
پاپوش ہے جو پاؤن مین بیزار ہی نہین

اُنکے ابے تبے کا نہ کچھ حال پوچھئے
یہ گفتگو تو قابلِ گفتار ہی نہین

کُتّا غریب غول مین کیا خاک اُڑ سکے
زردار جو نہین ہے وہ پروار ہی نہین

قائم رہے یہ راجہ کاشی کی سلطنت
قطعہ
یہ اک طلسم گاہ ہے دربار ہی نہین

جن و ملک حضور مین حاضر ہین رات دن
ایسی تو ہند مین کوئی سرکار ہی نہین

جب مہر دلفروز عنایت نہین یہان
تو آگرہ بھی مطلعِ انوار ہی نہین

زاہد یہ جھگڑے بھی تو بندے خدا کے ہین
ہم معتقد قدیم سے اہلِ صفا کے ہین

مین عالم حدیث وہ پنڈت کتھا کے ہین
مین رہنے والا کعبہ کا او دہ گیا کے ہین

مین جان صلح کل ہون وہ پتلے دغا کے ہین
مین ہون گرو دنی کا وہ چیلے جفا کے ہین

مین ہون لنگوٹ بند وہ عادی قبا کے ہین
مین ہون پسر فقیر کا وہ بادشا کے ہین

مین بندہ عنا ہون وہ مولا غنا کے ہین
خواہان ہون مین فنا کا وہ طالب بقا کے ہین

مین اُنکی ضد وہ ضد میری ضدین دیکھئے
مین معدن وفا ہون وہ گیتے دغا کے ہین

مسجد سے کچھہ غرض ہے نہ مندر سے کام ہے
ہم تو پجاری اپنی اُسی سیتلا کے ہین

حُقہ پلایئے چلم اورون کو دیجیے
اُمت مین ہین رسول کی بندے خدا کے ہین

ٹکڑے کیئے جگر کے لنگوٹا کیا کتان
پھر بھی فقیر نام یہ اُس مہ لقا کے ہین

اُٹھتے ہی درد ریچ کا دوڑے وہ میرے گھر
دیکھو تو کیا اثر میری آہِ رسا کے ہین

کرنا ہے جسکو کرلے مکا ٹونگی ٹھونک پیٹ
آنکھین میری مقابلے مین اب گھٹا کے ہین

کھایا بھی تم نے شیخ جی اور گھر کو باندھ لائے
دامن یہ سب بھرے ہوے حضرت عبا کے ہین

پھاڑی ہے کس نے آپکی کچھہ تو بتایئے
دامن تمام چاک تمہاری قبا کے ہین

پہنچو نہ اسپتال مین للہ دوستو
ہم دائم المرض اُسی دار الشفا کے ہین

ہانڈی تو صاف کردی بس اب اُنکو رہنے دو
یہ چار پانچ کوفتے میری غذا کے ہین

بھرتا ہون مین لگام لئے اُنکے واسطے
اور وہ ہین آج خالہ کے اور کل چچا کے ہین

آتا ہے دمبدم مجھے ہر قسم کا مزہ
بوسے تمہارے ہونٹون کے ٹکڑے گدا کے ہین

فاقون کی میرے سُن کے یہ بولا وہ سبزہ رنگ
چانڈو وہ روز پیتے ہین بھگڑ سدا کے ہین

زنخے زنانے ہیجڑے بیلے بولیسے
تعلیم یافتہ ترے ناز و ادا کے ہین

دھوتی لی برہمن کی تو دستار شیخ کی
شاکی سبھی تو آپ کی جور و جفا کے ہین

اُس گلبدن کا وصل نہو گا کبھی نصیب
جھانسے یہ سب ہین دائی کے فقرے دا کے ہین

نہ چھیڑو نہ مجھ فقیر کو مجذوب و مست ہون
جب تھے جوان تو پھندے مین ہم نہ چیون کے تھے

یہ جتنے ہیجڑے ہین مری بد دعا کے ہین
بوڑھے ہوئے تو جال مین اک نائکا کے ہین

افسوس ناتوان ہون عنایت مین اسقدر
اب لوگ دیکھتے مجھے عینک لگا کے ہین

یہ گور کن نہین کچھ بھی خیال کرتے ہین — کہ ہضم روز ہی مردون کا مال کرتے ہین
جناب شیخ کو حقے تو رنڈیون کے ملے — مگر وہ دال کے اوپر جدال کرتے ہین
دلایا فاتحہ میرا نہ ایک ٹکڑے پر — عدو کے مرنے پہ وہ شیرمال کرتے ہین
نہ کیونکر اپنے لنگوٹے مین بھاگ کھیلین ہم — کہ دخت رز پہ فدا جان و مال کرتے ہین
زبانی سنتے نہین جب وہ حال بیتابی — تو حال لا کے ہم اظہار حال کرتے ہین
پیئو نہ شیخ جی دعوت مین اتنا آب خنک — حضور پیٹ کو ناحق بحال کرتے ہین
صدائے شور و بکا سن کے شبہہ ہوتا ہے — رقیب روتے ہین یا غل شغال کرتے ہین
مین وہ ہون زار و نحیف الوجود اے مجنون — کہ لوگ جان کے تنکا خلال کرتے ہین
تو لیکے لکڑیان مرگھٹ پہ بیٹھ اے فرہاد — گدھے ہین وہ کہ جو اوپلون کی ٹال کرتے ہین
مین ایسا عاشق مجذوب و مست مے کش ہون — کہ عرس میرا ہمیشہ کلال کرتے ہین
نہ سوتو کوٹھے پہ شبنم مین اے گل خوبی — کہ شکوہ ہم سے ترا اوسوال کرتے ہین

تمھاری صورتین جب دیکھتے ہین گورکنو
تو پہلے مرنے سے ہم انتقال کرتے ہین

برائے بچون کا دم بھر مین چھین لیتے ہین دل
عجب طرح کا فسونگر کمال کرتے ہین

غضب ہے شیخ کے بکرے کا کھا گئے چارا
دکھا دآنکھ کہ شوخی غزال کرتے ہین

ملے جو کان مرے مین نئے اُن سے کچھ نہ کہا
جو مین نے مل دیا کچھ کیون ملال کرتے ہین

جناب شیخ کو جبکا لگا دیا مے کا
عنایت آپ بڑا ہی کمال کرتے ہین

دبایا سر تو کہا درد میرے سر مین نہین
کمر دبائی تو بولے یہان کمر مین نہین

جو تیرے دیلون مین بو ہے نہین وہ عنبر مین
جو ٹھونٹھون مین تری بو ہے وہ اگر مین نہین

عدو کے وار کی مین فکر کیون کرون یارو
وہ روک ہے مرے جوتے مین جو سپر مین نہین

تمھاری فارسی بالکل نہین سمجھتا مین
چلو پلنگ پہ تم مین اگر مگر مین نہین

ہمارے پاس کہان زر ٹٹولتے کیا ہو
سوائے زور کے اب کچھ مری کمر مین نہین

قدیم ہی سے سر النفس سیدھا سادا ہے
سوائے خیر کے اب کسی کے شر مین نہین

کوئی نظیر دکھاؤ مجھے کوئی قانون
جو کاٹتے ہو مرا سر یہ سر مگر مین نہین

لنگوٹ تک بھی مرا لیگئے وہ انگیا کو
لٹا ہون ایسا کہ کوئی لٹا غدر مین نہین

ہزارون بوسے دئے جاتے ہو رقیبون کو
ہمارے واسطے کوئی نظر گذر مین نہین

مین اپنے کھونٹے کے بل کو دنا ہون اے منعم
بچا کے وار عدو سے لگا ونگا بھر سا
کسی کا زرد ہے منہ اور کسی کا لا ہے

جو زور ہے میرے بازو مین تیرے زر مین نہین
نہین ہے خوف مجھے تیغ گر کمر مین نہین
تمہارے قتل جفا چرخ نیلگر مین نہین

سکھا دیا ہے یہ دربان کو اُس پریرو نے
عنایت آئے تو کہہ دے حضور گھر مین نہین

وصل کی ہم جو کبھی آن یہ جما دیتے ہین
بزم سے غیر کو جسدم وہ اُٹھا دیتے ہین
وہ چڑہین سر یہ ہمارے یہ خدا کی قدرت
منع کرتے ہین ہمین صحبت عورات سے شیخ
شیخ جی کھائیے کیون گرم بہت ہوتے ہو
گر اُٹھی ٹانگ تو قبرون سے اُٹھینگے مردے
واہ تقدیر کہ ہمکو وہ کہین کشتہ زن
مال زادون نے جو دلدل مین پھنسایا ہمکو

شیخ سدو کی طرح سر وہ ہلا دیتے ہین
ہم بھی دھکے اُسے دو چار لگا دیتے ہین
مال و زر کے لیے جو ٹانگ اُٹھا دیتے ہین
آپ شیخانی کو ہر سال جنا دیتے ہین
ایک دیگ اور ابھی دم مین بجھا دیتے ہین
تری بازیب کے گھنگرو یہ صدا دیتے ہین
سیم و زر کے لیے جو زن کو سُلا دیتے ہین
جان اور مال کو ہم اُنکی دعا دیتے ہین

سستی عقل حکیمون کی **عنایت** دیکھو
آپ مجبور ہین اورون کو دوا دیتے ہین

کوچہ یار مین ہم جبکہ قدم دیتے ہین
گالیان کوسنے وہ ایک بدم دیتے ہین

واہ رے نفس کہان جاکے پھنسایا تو نے
وصل کا ہمکو وہ ہر روز ہی دم دیتے ہین

دوڑیو لیجو پکڑیو یہ صدا آتی ہے
جبکہ ہم کوچہ قاتل مین قدم دیتے ہین

انکی صحبت سے ہوئے داغ ہزارون تن پر
سیمتن سب اسی سکہ کے درم دیتے ہین

گول گول آپ سے کہتا ہون مین یعنی ہی یہ بات
مانگتا ہے جو کوئی اہل کرم دیتے ہین

کس طرح دود جگر منہ سے نہ نکلے ہمدم
مانگتا ہون جو مین حقہ وہ چلم دیتے ہین

زاہد خشک کو خوش کرتے ہین کھلوا کے پلاؤ
جیسے چنڈول کو صیاد کرم دیتے ہین

کوئی بھسٹل کوئی سربھنگ کوئی لامذہب
سیکڑون اس بت کافر پہ دہرم دیتے ہین

اے سیانو کوئی لٹکا ہمین مغلی ہی بتاؤ
اب تو تکلیف بہت اہل ستم دیتے ہین

جوتا یہ نعلدار ہے اے یار پاؤن مین
رکھتا ہون اپنے ہاتھ کا ہتیار پاؤن مین

بیڑی پڑی ہوئی ہے گرانبار پاؤن مین
لپٹی ہوئی ہے شب سے وہ مردار پاؤن مین

گرتے ہو لنگ کیا ہے یہ اسرار پاؤن مین
بھاری ہے پاؤن یا ہے کچھ آزار پاؤن مین

چھکے جواریون کے پولس نے چھڑا دئے
جوتا تھا سر پہ اور تھی دستار پاؤن مین

پینے لگا ہے جب سے کہ چانڈو وہ زرد رو
چادر ہے سر پہ اور نہ شلوار پاؤن مین

بیٹھا مین پہ شاہ کے بستر پہ ہو کے لنج
باقی رہی نہ طاقت رفتار پاؤن مین

کیا بت برہنہ وصل مین اُس بت کے ہم ہوے
بر مین قبا ہے اور نہ شلوار پاؤن مین

بی بی جو سب سے پچھلی تھی وہ بھی تو مر گئی
بیڑی ہوئی نہ کوئی سزاوار پاؤن مین

ہوتا ہے تم پہ قیدیٔ مفرور کا گمان
چھاگل کی کیا پڑی ہے یہ جھنکار پاؤن مین

سر مین عدو کے درد سے کیونکر چمک نہو
رکھتا ہے یار کفش چمکدار پاؤن مین

اُس بت کے غم مین یہ ہوا دیوانہ برہمن
مالا بندھی ہے چوٹی مین زنار پاؤن مین

مرغی کا نوک دم ہوا کھاتے ہی ٹھوکرین
بھاگا رقیب یار کے دو چار پاؤن مین

دوڑی پولس بھی شہر مین اک شور مچ گیا
اُس گل کے چبھ گیا جو کہین خار پاؤن مین

کیا شعبدہ تھا یہ کہ **عنایت** وہ جنگجو
آکر لپٹ گیا سر بازار پاؤن مین

جو کچھ سمجھتے ہین ڈھاڑی بجا سمجھتے ہین
کہ وقت رقص اُسے پیشوا سمجھتے ہین

تمہارے کوچہ کو دار الشفا سمجھتے ہین
ہم اسپتال کو مردون کی جا سمجھتے ہین

غرور حسن سے شہ کو گدا سمجھتے ہین
شال لشیم وہ بال ہما سمجھتے ہین

بزرگ جانتے ہین اور بڑا سمجھتے ہین
جناب شیخ کو ہم تو چچا سمجھتے ہین

نہ اُن کو وصل کی لذت نہ ہجر کی کلفت
مخنثون کو ہم اہل صفا سمجھتے ہین

ہوا جو طفل تولد کیا مجھے بدنام
چراغ اُن کا ہے میرا دیا سمجھتے ہین

یہ سوز غم سے لگی آگ تن بدن مین تو
کہ چار پائی کو اپنی چتا سمجھتے ہین

جو بات کرتا ہے بدبو سے ناک سڑتی ہے
دہن کو غیر کے بیت الخلا سمجھتے ہین

ثمر ہین عمر کے طفلی جوانی و پیری
بس اس وجود کو ہم ترپھلا سمجھتے ہین

پڑا ہے پیٹ رو یہ نیفہ کھلی کٹوری ایک
اسی پہ ناز ہے بانکی ادا سمجھتے ہین

عیان ہے ضعف و نقاہت بیان کی حاجت کیا
مرے وجود کو وہ کینچوا سمجھتے ہین

لو اور جا کے رہو خوجہ کی حویلی مین
تمہین بھی شیخ جی سب ہیجڑا سمجھتے ہین

قطعہ

کسی طرح بھی نہین اُنکو چین پڑتا ہے
وہ اپنے دل مین خدا جانے کیا سمجھتے ہین

خموش بیٹھیون تو وہ جانتے ہین حیز و حقیر
جو ہاتھا پائی کرون مُرچڑا سمجھتے ہین

لگانا جوتیان مردون کے کچھ نہین آسان
مگر رقیب کو وہ گھیتلا سمجھتے ہین

وہ میرے سامنے ڈھیلے نہ کسطرح ہو جائین
کہ لوہا ان گئے ہین کڑا سمجھتے ہین

قطعہ

سفر مین شیخ جی کھایا کرو نہ ماش کی دال
کہ اہل قافلہ اسکو برا سمجھتے ہین

نہ آئے رات کو خوف رقیب احمق سے
خر غریب کو وہ مرکھنا سمجھتے ہین

سلام ایسی نزاکت کو ہین بڑے مریل
لگانا ہاتھ بھی ہم ہتیا سمجھتے ہین

جسے چمٹتا ہون مشکل سے پھر مین چھٹتا ہون
یہ سبز رنگ مجھے چرچٹا سمجھتے ہین

(ردیف) یہ قدر شعر و سخن کی ہے اے عنایت آج
تری غزل کو صنم داد را سمجھتے ہین ردا و

برجِ حمل بت کا اثر دیکھیے کیا ہو / خلقی ہو کہ دختر کہ پسر دیکھیے کیا ہو
اُستاد و پدر کا ہوا ڈر دیکھیے کیا ہو / ماری تو پچیست شیخ کے پر دیکھیے کیا ہو
ڈولی کے کرایہ کو بھی یان پیسے نہین آج / آتے ہین وہ مہمان میرے گھر دیکھیے کیا ہو
ہر بات مین کہتے ہین کہ پھوٹین تری آنکھین / اب ہے میری آنکھون پہ نظر دیکھیے کیا ہو
پریون مین پڑا رہتا ہون دن رات یہان مین / جنت مین سُنین گے یہ پدر دیکھیے کیا ہو
پھر فرقتِ دلدار مین رِقت کا لگا روگ / ٹپکے کا ہوا پھر مجھے ڈر دیکھیے کیا ہو
کیون خانۂ دلبر مین چلے آتے ہین اغیار / یہ بھی کوئی خالہ کا ہے گھر دیکھیے کیا ہو
مدت سے حمل سُنتے ہین اُن زہرہ جبین کو / امید تو بیٹے کی ہے پر دیکھیے کیا ہو

بوسے کا نتیجہ ہوا دشنام عنایت
اب دست درازی کا ثمر دیکھیے کیا ہو

وان شب کو تخلیہ مین کہین چاندخان نہو / ٹکڑے ازار یار کی مثل کتان نہو
مین دابنے جو بیٹھا تو بولے کہ دیکھنا / صدمہ میری کمر کو کہین اے میان نہو
چیٹا پکڑ کے رات کو اُنگی گھسیٹ لائے / ہمسا بھی عاشقون مین کوئی موکشان نہو

وہ پاپچون کو جھاڑتے ہین اس خیال سے — پوشیدہ اندر اُنکے کہین کالے خان ہو

شہرت ہماری سُنکے پریزاد نے کہا
سفلی جسے بتاتے ہین وہ کالیخان ہو

ناچ ہو رنگ ہو احباب کی جہمانی ہو — ہو عجب لطف جو لڑکون کی مسلمانی ہو
قورمہ زردہ ہو بریانی ہو بورانی ہو — ہانڈی[٩١] موقوف کے تکیہ مین بہ[٩٢] دیوانی ہو
تجکو معلوم ہو حال شب فرقت اے شیخ — ایک دن تجھسے جُدا گر تری شیخانی ہو
سخت پتھر ہے ترا نازبت سنگین دل — وہ اُٹھائے ترے غمزونکو جو[٩٣] بندھانی ہو
میرے بستر کو سڑے ٹاٹ کا ٹکڑا ہووے — تری گدی کے لیے مخمل کاشانی ہو
سبز رنگون کا ذرا دور تو آئے زاہد — تو سہی بھنگ عمامہ مین ترے چھانی ہو
غمزدہ عالم تنہائی مین ہم بیٹھے ہین — جائے کیلاش کے میلے کو جو سیلانی ہو
اُڑوے بھڑون پہ گری پڑتی ہو کچہ شرم نہین — تم تو نوچی سے سوا نائکہ مستانی ہو
موتیا بند ہوا جاتا ہے آنکھون مین یہان — اب بھی آجاؤ جو صورت تمہین دکھلانی ہو
قتل عاشق کے سوا اور کوئی کام نہین — تم بھی چنگیز ہو یا نادر[٩٤] درانی ہو

مہر نے سنکے یہ اشعار غایت سے کہا
تم نظامی ہو کہ سعدی ہو کہ خاقانی ہو

بھینچتے ہین جو تمہین اُنسے بچا کرتے ہو
جن سے کھاتے ہو دبی اُنسے دبا کرتے ہو

شیخ جی بادۂ گلرنگ کو تم کیا جانو
گھولو اگھول کے افیون پیا کرتے ہو

کبھی اُنگلی بھی تمہارے نہ چھوائی مین نے
کیون مجھے شہر مین انگشت نما کرتے ہو

کیا کسی نطفۂ شیطان نے بہکایا ہے
جو مری شکل پہ لاحول پڑھا کرتے ہو

شیخ جی تم تو ابوجہل ہو رندون کے لئے
کیون خفا اپنے بھتیجون کو چچا کرتے ہو

گھر مین گھسنے نہین دیتے مجھے کیا مشکل ہے
اور جو روتا ہون گلی مین تو گلا کرتے ہو

مُنہ لگاتا نہ حسینون کو عنایت ہرگز
خوب کرتے ہو جو تم ان پہ دھتا کرتے ہو

قطعہ

کچھ چکھانے کو اُسکے مال تو ہو
نہ ہو سالن چنے کی دال تو ہو

بزم رندان مین لاؤ زاہد کو
پاس شیرون کے اک شغال تو ہو

بھیجون اُس نوجوان کے پاس کسے
کوئی مشاطہ پیرزال تو ہو

اپنے قاصد کو کیا مین خلعت دون
گو دوشالہ نہو تو شال تو ہو

ایک دو خم سے ہوگا کیا ساقی
میرے پینے کو اک پکھال تو ہو

گھر مین اپنے مین ڈال لون اُن کو
پر مرے پاس مال ٹال تو ہو

میرے کھانے کو سوکھے ٹکڑے ہون
اُن کے کھانیکو شیر مال تو ہو

ہولی وہ کھیلنے کو آتے ہین | کچھہ نہ ملنے کو ہو گلال تو ہو

لپٹے بالون پہ جب مین عاشق ہون | میری چندیا مین ایک بال تو ہو

شیخ جی کے جنون کا جب ہو علاج | فصد کے واسطے کدال تو ہو

کس طرح کاتے نائکہ چرخہ | سوکھی چمرخ نہو تو بال تو ہو

وجد کرتا ہون اُن کی محفل مین | تاکہ معلوم میرا حال تو ہو

اُسکا بیجا مین جب کرون یارو | پہلے مجھ مین کوئی کمال تو ہو

نشہ پانی کرے عنایت کیا
بھنگ والا نہو کلال تو ہو

جلجائے اُنکا جو بڑا ایسا ضرر نہو | اللہ میری آہ مین اتنا اثر نہو

مجھکو بھی بخشیو مرے داور جزا کے روز | جنت مین حیف ہے کہ پدر ہو پسر نہو

یہ سوچ کر مین منہ کو ہٹاتا ہون بار بار | مجّھی تو لون مین یار کی جھگڑا اگر نہو

کیونکر نکالون یار کو ناصح کے خوف سے | الو تو چاہتا ہے کہ آباد گھر نہو

شاعر کی یہ صفت ہے کہ اشعار جو لکھے | مضمون فصیح و صاف ہو بندش لچر نہو

اوپر تلے کی وجہ سے پیدا ہوئے ہین سب | بیکار قاعدہ ہے جو زیر و زبر نہو

تم کو نکاح کرنا عنایت محال تھا | یہ گھٹنیان نہوئین تو آباد گھر نہو

سخی ہو دل غنی ہو دلربا ہو — یہ نفس الامر ہے حاجت روا ہو

مین سوؤن ساتھ جب اُس سیمتن کے — جو میرے پاس ہووے کاٹکا ہو

جو دیکھے شیخ یہ محراب ابرو — تو یہ بدنا نہ پھر یہ بوریا ہو

جو ہاتھ آئے بت کمسن کے پستان — مریضِ عشق کو جب شفا ہو

کرون کیونکر نہ ٹانکے اُسکے ڈھیلے — جو غیر دن سے ڈبچکا نہ گتھا ہو

جو دیکھے طاق ابرو اُسکے عطا — گھڑا آچار کا سا پھر دھرا ہو

وہ میٹھا ہو تو ہو مجکو غرض کیا — میری جوتی سے کوئی گھینلا ہو

بُرا وہ چاہتے ہین اب ہمارا — سدا کہتے تھے جو ہر دم بھلا ہو

خرام ناز کا مارا ہوا ہون — جنازہ کیون نہ میرا الجھا ہو

عدو پھرتا ہے اُنکے ساتھ ایسا — کہ جیسے دم کے پیچھے گھٹکا ہو

یہ گورستان ہے کچھ مرگھٹ نہین ہے — مرے مرقد پہ گر آؤ تو کیا ہو

مین وہ مجذوب ہون تیغِ برہنہ — نظر جس پر پڑے وہ ہرنا ہو

میرے غم کی ہے ڈیتو صبیان — جو قصہ قیس و لیلی کا سُنا ہو

رفیق اُنکا ہوا یہ نفس ناپاک — کہان جاتا ہے جو کتا ہلا ہو

عنایت ڈالدو جادو کی پُڑی کی — مزا اسارا عدو کا کرکرا ہو

اُنکے گھر جانے مین دشمن کا خطر ہو کہ نہو
نعل جوتے مین تو ہو تیغ و تبر ہو کہ نہو

حاصل اُس سرو سہی قد کو ثمر ہو کہ نہو
دخل قدرت مین نہین اُسکے بسر ہو کہ نہو

ساتھ اُس شوخ کے اوقات بسر ہو کہ نہو
خانۂ تنگ ہے کیا جانے گذر ہو کہ نہو

غیر بار آئینگے ہرگز نہ وہان گھسنے سے
گو جگہ گھر مین نہو دل مین بھی گھر ہو کہ نہو

کنگھی چوٹی ہے وہان اور یہان غصہ تندی
اس بکھیڑے مین کہو رات بسر ہو کہ نہو

بڑہ گئے بال ہی اتنے کہ ضرورت نہ رہی
اے شہ حسن میرے سر پہ چنور ہو کہ نہو

کوئی کارڈ تو اُسے بھیجدو بیماری کا
میرے مرنے کی خدا جانے خبر ہو کہ نہو

ایک دن غیر کا سر اور بدر رو ہو گی
آپ کو اس سے غرض کیا وہ بدر ہو کہ نہو

نہین طاقت تو گھسٹتے ہی عنایت چلیے
پھر کبھی کوچۂ جانان مین گذر ہو کہ نہو

اگر ہے وصل ناممکن تو بوسہ کی اجازت ہو
سمن بر پھول کی جا پنکھڑی مجھکو عنایت ہو

محبت شاہ کا تکیہ ہو مین ہون اور حشمت ہو
نہین خواہان کہ حاصل مجھکو مال و جاہ و دولت ہو

مبارک ہون یہ تینون اُسکو جسکو انکی حاجت ہو
نہین خواہان کہ حاصل مجھکو مال و جاہ و دولت ہو

بتو ایسے تو تم دھرماتما اور دھرم مورت ہو
سہالگ تو لگے میرے لیے حیلہ مہورت ہو

تمہارے پاس جب ہر دم رقیب بوم سیرت ہو
تو بستی کیون نہو ویران نہ کیون گھر گھر نحوست ہو

نچائے ناچ جذبِ عشق تو کیا آپ کی گت ہو | نہ یہ ڈھاڑی نہ یہ بھڑوے نہ صحبت نہ سنگت ہو
بڑھی ہین ٹھونٹیان ناصح ہوا مر جنگلی چوہا سا | چلو تم بزم رندان ہین کہ جیتون سے جماعت ہو
سلام تے ہین اسپر گورکن مرد کوئی آئے | ہمین جلوہ ہو مانڈے ہون اُسے دوزخ کہ جنت ہو
وہ اپنی دُم کے پیچھے دیکھکر مجرے ہین غیرون کو | خفا ہو کر لگے کہنے کہ ایسی نوج سنگت ہو
وہ سوتے وقت ہر شب اسلیے لاحول پڑھتے ہین | کہ اُنکو عالم رویا مین دشمن سے نہ سنگت ہو
نکالا شیخ کو یہ کہہ کے گھر سے اُسکی جورو نے | ارے بوبک تو رہ چھپا کے گھر اب یان سے جمیعت ہو
پھی اُلٹے توے کی شکل جس پر بدمزاجی بھی | تمہین جو لیے ہین ڈالون کیا جو صورت ہو نہ سیرت ہو
گھسیٹین بھی اگر ہم شیخ جی رسی تڑاتے ہین | پہنچتے ہین یہان پر اُڑکے جس جا اُنکی دعوت ہو
علاج اپنا کرا لو ناگہ جی تم بھی دائی سے | یہ گنبد ہے پُرانا کچھ تو اسکی بھی مرمت ہو
کرون ہر سمتین پر ٹیکس نقد وصل کا جاری | اگر ڈفرن کے بدلے ہند کی مجھکو وزارت ہو

(ردیف)

تمہاری ذات سے ہے اے عنایت فیض عالم کو
اگرچہ لُٹ گئے ہو غدر مین پھر بھی غنیمت ہو

(ھ)

حورون کو ہے حسد تری دائی دا کے ساتھ | غلمان کو رشک ہے ترے خواجہ سرا کے ساتھ
نکلا وہ بت تو ہو گیا مین گر گرا کے ساتھ | یہ دیکھکر عدو بھی ہوا مر مرا کے ساتھ
اے شاہ حسن ایسی عنایت گدا کے ساتھ | میر النگوٹ لیگئے اپنی قبا کے ساتھ

ہے بدمزاج اسکا تو کالاہی منہ کرو
لڑتی ہے روز آپکی ماہوا کے ساتھ

معشوق بھی ہمارا بد اون کا ہے للا
رہتا شبانہ روز ہے اپنی ددا کے ساتھ

منہ کالا کرکے میرا کہا جاؤ اپنے گھر
مجھکو نکالا یار نے اچھی سزا کے ساتھ

زاہد مخنثون کو برا کہنا کیا ضرور
رکھتا ہے کیون غبار تو اہل صفا کے ساتھ

ہم بھی بنین گے دیو اڑانے کیواسطے
ہے شوق اُس پری کو جو اندر سبھا کے ساتھ

مین کیون کہون زبان سے کسیکو برا بھلا
اچھا لگے تمہین اُسے رکھو لگا کے ساتھ

دین گے طلاق دختر رز کو خراب ہے
شادی کرینگے اب کسی کتخدا کے ساتھ

مین عرصہ دراز سے بالائے طاق ہون
اور غیر جفت رہتے ہین اُس مہ لقا کے ساتھ

بوسہ جو دیدیا تو رقیب اُنکے ساتھ ہے
ٹکڑا وہ وے گے رکھتے ہین کتا ہلا کے ساتھ

چھوڑو بتون کا ساتھ دھتا ان پہ اب کرو
دل اپنا تم لگاؤ عنایت خدا کے ساتھ

سر پر عدو کے مشق جفا کر رہے ہین وہ
جیتون پہ اپنا ہاتھ صفا کر رہے ہین وہ

گالی عدو کو دی تو گلا کر رہے ہین وہ
ماما پہ مین لگا تو بُکا کر رہے ہین وہ

جاتے ہین ہم پولس پہ خطا کر رہے ہین وہ
کیسی خراب اپنی دسا کر رہے ہین وہ

الفت کا حق عدو سے ادا کر رہے ہین وہ
جوتون سے صاف سر کی بقا کر رہے ہین وہ

سارنگی پہ پھینکتے ہین کبھی توڑتے ہین گز
اُستاد جی کے ساتھ بُرا کر رہے ہین وہ

سبزی پلا کے غیر کو وہ اپنے ہاتھ سے
انگور زخمِ دل کا ہرا کر رہے ہین وہ

کیا اپنے گھر کو مذبحِ عاشق بنا لیا
کیون متصل کمیٹی کے جا کر رہے ہین وہ

غصہ مین مار پیٹ کے بندہ تو چل دیا
بیٹھے ہوے گلی مین گلا کر رہے ہین وہ

بیتاب میرے دل کی طرح دردِ زہ سے ہین
عاشق کے بدلے آج بکا کر رہے ہین وہ

دیکھا یہ اجتماعِ نقیضین وصل مین
مجھ بے حیا سے شرم و حیا کر رہے ہین وہ

اُس بت کے گھر گیا تو برہمن نے یہ کہا
جاؤ میان یہان سے دسا کر رہے ہین وہ

ہر روز پیٹتے ہین کہ جاؤن نہ اُنکے گھر
ابا نے جو کہا ہے بجا کر رہے ہین وہ

ناخوش حکیم سے ہین خفا ڈاکٹر سے ہین
دائی کی آجکل تو دوا کر رہے ہین وہ

کنگھی سے جھاڑین کاکل پیچان کی سب جوئین
زندان سے قیدیون کو رہا کر رہے ہین وہ

دیتے ہین پانیچون کی ہوا غش مین دیکھکر
فدوی پہ جان و مال فدا کر رہے ہین وہ

ہو جائے یا خدا یہ عنایت بھی آختہ
کرتی اُٹھا اُٹھا کے دعا کر رہے ہین وہ

مدت سے میرے ساتھ گذر کر رہے ہین وہ
پیٹ اپنا جو کی بھوسی سے اب بھر رہے ہین وہ

مونچھین مونڈا کے پیری مین زاہد بنے ہین یہ
جب تک رہے جوان مچھندر رہے ہین وہ

ٹکڑے سدا تنور کے چٹنی سے چٹ گئے
شب کو غریب خانہ مین اکثر رہے ہین وہ

سرپنچ رنڈیون ہی کے کچھ شیخ جی نہین
پلٹن مین ہیجڑون کے بھی افسر رہے ہین وہ

چھاتی پہ مونگ دلنے کو چکّی بھی لائے ہین
اکثر میری دوکان کی چھت پر رہے ہین وہ

جب چھینتے تھے ٹوپیان اب چھینتے ہین دل
نٹ کھٹ ہین ابتدا ہی سے لنگر رہے ہین وہ

جھاڑو بھی دی پکایا بھی پیسا بھی بے کہے
لڑ کر عدو سے جبکہ مرے گھر رہے ہین وہ

کھٹمل ہین جنکی کھاٹ کے اب جھاڑتا ہون روز
برسون مرے پلنگ کے نوکر رہے ہین وہ

کیا بنگئے ہین گربہ مسکین وہ میرے پاس
اک موش ناتوان سے غضب ڈر رہے ہین وہ

موٹے ہوئے ہین بھینس کی مانند ان دنون
گٹھی کی طرح بال مرا چر رہے ہین وہ

(ردیف)

مفلس ہوئے تو مجھ پہ عنایت کرم کیا
اب گھر مین ٹرکے دل مین بھی گھر کر رہے ہین وہ

(ے)

بوسے لیتا ہون تو کہتے ہین لوٹیرا کیا ہے
زلف چھوتا ہون تو کہتے ہین سنپیرا کیا ہے

کاستک شیخ نے چہرہ پہ لگایا کیا ہے
لولو لڑکون نے بنایا یہ تماشا کیا ہے

پست ہمت ہین نہین سرو سے تشبیہ جو دون
تیرے قامت کے مقابل مین منارا کیا ہے

داغ رنج والم وحسرت دیدار صنم
سب بھرے ہین مرے دل مین یہ پٹارا کیا ہے

شیخ ہے طالب زر تارک دنیا مین ہون
شان معبود جچا کیا ہے بھتیجا کیا ہے

پھوڑتا سر ہے وہ تکیہ مین پڑا رہتا ہے
آپنے گھر سے عنایت کو نکالا گیا ہے

ہر دم ہمارے سینہ سے دلبر لگا رہے
دوری سے آپ کی مری بے آبروئی ہے
گردش مین ہے ستارۂ قسمت و گرنہ یون
دو گھنٹے کام ہمنے لیا اور چلدئے
بکری کو ایسا ڈہونڈہتے پھرتے ہین شیخ جی
کی خاک بت پرستی جو چندن لگا لیا

ابرے کے ساتھ چاہئے استر لگا رہے
ابرے کے ساتھ چاہئے استر لگا رہے
زہرہ جبین سے میرے سینچر لگا رہے
مزدور ہے وہ شخص جو دن بھر لگا رہے
جیسے تلاش گرگ مین گنجر لگا رہے
بیت الصنم کا ماتھے پہ گوبر لگا رہے

قاتل کے پاس جاؤ عنایت نہ بے سلاح
پوشیدہ زیر ناف تو خنجر لگا رہے

بیچ وہ کاکل پیچان سے نکالے جاتے
اکبر آباد مین کیا آکے ٹھہرتے زباغی
کیا مزہ تھا جو وہ دھوتے نہ کبھی سر اپنا
اُٹھ گئے خوب سمجھ کر تری محفل سے رقیب

تار ہم اپنے گریبان سے نکالے جاتے
آخرش توپ کی دہون دہان سے نکالے جاتے
ہم جوئین زلف پریشان سے نکالے جاتے
ورنہ دھتکار سے فرمان سے نکالے جاتے

چار پائی مرے سونیکو عنایت بنتی
پائے گر تخت سلیمان سے نکالے جاتے

آب بقا کی حیف سکندر نے چاہ کی
کس مخمصہ مین عمر دو روزہ تباہ کی

کیا سہل رسم ہے یہ بتون مین بیاہ کی
حاجت نکاح خوان کی نہ خواہش گواہ کی

ڈھولک پہ آڑتے رہتے ہین دن رات داورے
فریاد کون سنتا ہے وان دادخواہ کی

پہنادی ماسٹر نے مجھے آج ڈلش کیپ
حاجت نہ تاج کی ہے نہ مجکو کلاہ کی

کیسی نماز حضرت زاہد شباب مین
قبلہ یہ ساری بندگی ہے ضعف باہ کی

رومال کے عوض مری ٹوپی بگاڑ دی
کیسی شرارتین ہین یہ اُس کج کلاہ کی

آزاد ہون گریز ہے شادی کے نام سے
بیعت مجھے قبول نہین دولہ شاہ کی

آہٹ سے میری بھاگ گئے سنڈاس تین چھپا
اچھی جگہ رقیب نے ڈھونڈھی پناہ کی

گھر دور ہے تھکو گے وہ چھکڑا ہے بیٹھ جاؤ
آئے اگر سمجھ مین تو ہے بات راہ کی

نے گانٹھ مین ہے زر نہ عنایت کمر مین زور
اب کونسی ہے یار سے صورت نباہ کی

جہان مین جسنے کہ وہون کی چاہ کی ہوگی
تو اُسکے سر پہ بھی گٹھری گناہ کی ہوگی

جو انکا جل گیا چہرہ تو بولے غیرون سے
کسی نے سوز محبت سے آہ کی ہوگی

جو آئے ہم کبھی مجذوبیت کے عالم مین
خراب ہٹی بہت ریتا شاہ کی ہوگی

وہ مجھ سے کہتی ہین آنکھین ہی تیری پھوٹینگی
جو اس طرف کو کبھی بد نگاہ کی ہوگی

یہ طعن و طنز نہ قاون پہ اے عنایت کر
ترے بھی سر پہ تو گٹھری گناہ کی ہوگی

وہ نظر رکھتے ہین یہ آنکھ لڑانے والے
تو وہ بنجاتے ہین سب تیر لگانے والے

میر بھوکا سے سواڑھاڑی ہین کھانیوالے
رنڈیون کا ہین یہی مال پچانے والے

ہم کو حقہ کی عوض دیتا ہے دم اے ساقی
پان کھاتے ہین ترے چونہ لگانیوالے

اپنا بیعانہ جو کرتا میرا یوسف منظور
ھنڈیان بھیجتے ھنڈون بنانیوالے

جمع پالی ہین ہوئے آکے جو شاعر اک بار
توک دم بھاگ گئے مرغ لڑانے والے

رقص مین ہاتھ اُٹھانے کا بہانہ ہے فقط
نرخ جان پوچھتے ہین بھاؤ بتانے والے

لکھنؤ مین جو کوئی مرتا ہے بھاری شودا
کاندی دے جاتے ہین لاشہ کے اُٹھانیوالے

آدمیت سے گزر جاتے ہین عاشق ہوکر
ہین بزرگون کا ہمین نام مٹانیوالے

سر ٹپکتا ہون مین تجھ پہ عنایت اپنا
یاد جب آتے ہین وہ لات اُٹھانیوالے

مجھ پہ ہے کیسی عنایت اُس بت بے پیر کی
ٹانگ اُٹھا تعظیم دی کیا کیا مری توقیر کی

مرثیہ خوانون کو ہر مجلس مین کرتے ہین سلام
شیخ جی کو لگ گئی ہے چاٹ بیڈھب کھیر کی

پان کھا کر پیک تھوکین آپ غیرون پر اگر
رشک سے ہوجائے بیماری مجھے نکسیر کی

وصل کی ہانی نہ آخر اُس پری نے ایک بات
گر بڑی ہوتی کبھی کی جھٹ تمہی اچھت لگین
یا الٰہی یہ سنیچر خیر سے گذری کہین
کہدیا تم نے ہر اک سے رات کی صحبت کا حال

گرچہ پنچون نے محلہ کے بہت تقریر کی
ساری مضبوطی ہے اسکو ٹھے مین اک شہتیر کی
وصل کی ٹھہری ہے اُس زہرہ جبین سے پیر کی
منہ میرا کالا کیا اور پھر مری تشہیر کی

اے عنایت چل یہان سے بوریا بدھنا اٹھا
شال والون پر عنایت ہے بہت کشمیر کی

وہ بچکانہ اس لونک کا گھیسلا ہے
رقیب سیہ رو کو کیا بد کہین ہم
لکھا تھا جو دل مین پھنسنا تو دیکھو
وہ جیتے رہین اور ہم مارے جائین
یہان روز ماتم ہے اور بستر غم

جو میرے تلے ہے تو تم سے گٹھا ہے
وہ اچھا ہے جو تم کو اچھا لگا ہے
میرا نفس مجکو کہان نے گھسا ہے
یہی اپنی خالق سے ہر دم دعا ہے
وہان روز شادی ہے اور تیجگا ہے

جو ہو بے سبب تم عنایت سے ناخوش
تو چٹخو روانہ ہو کھسکو دھتا ہے

یہ گنجی والی خوا جو عجب غم دلا چلی
بھو کون کو دودھ اور سویان کھلا چلی
نام طوائف ۱۲

سہلا کے میرا سر میرے بھیجے کو کھا چلی
یہ عید خوش رہے کہ لگی کو بجھا چلی

مشاطہ اُنکی آئی تو ہمکو جلا چلی
مریو جوانہ مرگ یہ دیکر دعا چلی

سونے کو اُنکی دایہ جھلنگا بچھا چلی
جیتے ہی جی وہ قبر مین ہمکو سلا چلی

چوسر کے کھیلنے کے بہانہ سے اُٹھ گئے
یہ چال آپکی مرے جھگڑے چھڑا چلی

بتی چڑھا کے ناک مین چھینکا رقیب نے
جسدم مرے بلانے کو اُنکی ددا چلی

گیا کھٹملون نے کام کیا ہے شب وصال
یہ کاٹنے لگے جو نہین نیند آ چلی

اُس جنگجو کے کوچہ مین دنگا بڑا ہوا
جوتی رقیب و یار مین کل بر ملا چلی

مشتاق ہین کلام عنایت کے سب حسین
تقریر موہنی سے بھی اُسکی سوا چلی

سب رقیبون نے اُسکے گھر مل کے
مارا مجھ ناتوان کو پل پل کے

آپ کفنی پہن کے ہوئین فقیر
یان بھی تیار ہے کفن سل کے

خال خال اب نظر وہ آتے ہین
تھے جو مارے ہوئے ترے تل کے

غیر چپکے جو تاؤ کھاتے ہین
ہین گلی خال ہو وہ ہین پل کے

جو کہ بٹا لگاتے تھے ہمکو
مر گئے عارضہ مین سبل کے

اُنکے سینہ پہ دو انار جو تھے
ہو گئے اب وہ آم کے چھلکے

وصل کی شب ذرا دوئی نہ رہی
دونون ہم ایک ہو گئے مل کے

گر ملو تو ہنسی خوشی سے نملو
آشنا ہم نہین ہین کل کل کے

وان شریفون کو کون پوچھتا ہے
دور دورے ہین شیخ وصل کے

دسترس کسطرح سے ہو اپنی
وان بہانے ہین روز بسہل کے

عشق بازی کو اے عنایت چھوڑ
دشمن جان و مدعی دل کے

مارتے ہو مرے لاتین تمہین لت کیا ہے
ٹانگین ہر بار اُٹھاتے ہو یہ عادت کیا ہے

ڈرتے ہو نام سے میرے تمہین دہشت کیا ہے
بھاگتے ہو مری صورت سے یہ وحشت کیا ہے

مے پرستون سے نہو تلخ تو اے دختر رز
جب ترے خصم ہی ٹھہرے تو خصومت کیا ہے

قطعہ

مین شب وصل مین کل اُنکے جو پیچھے دوڑا
لوگ کہنے لگے کیا ہے اجی حضرت کیا ہے

طفل حجام جو آیا ہے تو کہدو اُس سے
کہ بس اب آپ کو آنے کی ضرورت کیا ہے

میری چندیا مین تو اک بال بھی باقی نرہا
خوب مونڈا مجھے اب اور حجامت کیا ہے

قطعہ

عالمودل مین ذرا غور کرو سمجھو تو
تم جو کہتے ہو کہ عورت کی محبت کیا ہے

جب تمہین صیغہ تانیث سے نفرت ٹھہری
فَعَل فَعَلا کہو فعلو کہو فعلت کیا ہے

کبھی پریون سے جو چھوٹا تو چڑیلون سے جُٹا
کیا بلا تو ہے عنایت تری وحشت کیا ہے

کچھ لعل نہ ہوئیگا لہو سرخی پان سے
دم بند ہے غنچہ کا بھی اُس تنگ دہان سے

آئے ہو منانے کو چلے جاؤ یہان سے
دینا یہ کسی طفلک بقال کو جہان سے

ہم اپنی کمر باندھ کے اُٹھ آئے وہان سے
اِک بال بھی اُکھڑا نہین اُس موئے میان سے

بیٹھے تھے لئے غیر کو کل گود مین اپنی
شرم ہے کہ نہین تم جو ہمین دیکھ کے کھانسے

لو آپ سے کٹتی ہوئی اک اور بھی کہدون
کچھ آپ کے گالون پہ ہین دانتون کے نشان سے

ناصح نہ رکھے گلشن فردوس کی امید
اُلو کو تو نسبت ہی نہین باغ جنان سے

تینون ہی پہ رکھتے ہین محبت کی نظر وہ
راضی ہین بہت طفل سے بوڑھے سے جوان سے

ہر وقت کمر میری ٹٹولا نہ کرین آپ
وحشت مجھے ہوتی ہے تمہارے خفقان سے

تا نو نہ بھوین غیر سیہ رو پہ میری جان
کوا نہین ڈرتا کبھی ابرو کی کمان سے

نخرے کی ترقی ہے شب و روز غنایت
دم ناک مین ہے آہی میان ہائے میان سے

کیا جانے کس طرح ستم ایجاد ہو گئے
نمرود ہو گئے کہ وہ شداد ہو گئے

اغیار کیون خراب نہون پھنس کے دام مین
اُلو کے پٹھے عاشقِ صیاد ہو گئے

قارون کی طرح خاک نہ دین یار کو رقیب
سر چیرنے کے واسطے فرہاد ہو گئے

اُس بت نے میکدے مین مجھے گالیان جو دین
وہ بھوگ میرے واسطے پرشاد ہو گئے

بلوچ مالدار جو عاشق ہوے ترے
گو زشتر کی مثل وہ برباد ہو گیے

بیڑی جو پاؤں میں تھی عنایت وہ کٹ گیی
بی بی ہماری مرگیی آزاد ہو گیے

اُس شوخ حیلہ جو کا کھُلا اب یہ راز ہے
سنگت میں ہیں جو لوگ کچھ اُن سے بھی ساز ہے

لعنت رقیب گندہ دہن کے ہے بخل پر
حقہ کا پانی پیتا ہے کھاتا پیاز ہے

کیا جنتری میں کھینچتے ہیں بالوں کے تار بھی
ڈاڑھی بڑھی ہے شیخ جی یاملدراز ہے

معشوق کیا ملا ہے گدا کا ملا مجھے
ہیں موٹے موٹے گال بدن بھی گداز ہے

ابھرا ہے پیٹ کھا گیا دعوت میں اسقدر
کل شب سے بند غیر کا بول و براز ہے

بیڑا ہو پار خیر سے اپنا خدا کرے
بیٹھے ہیں جب سے ہم وہ پرانا جہاز ہے

اس آگرہ میں ہو عنایت سوائے مہر
سمجھے تمہارے شعر کسے امتیاز ہے

اُن سے خلوت ہوئی مگر نہوئی
ایک صحبت بھی کارگر نہوئی

نہ ملے ہم سے باسی عید بھی وہ
عید پیچھے بھی پان توڑ نہوئی

دیکھیے شیخ کی سبک مغزی
اس کو پگڑی وبال سر نہوئی

جس نے باندھا ازار بند کڑا
اُسکی ڈھیلی کبھی کمر نہوئی

مرزا احمد علی
تخلص مہر

قطعہ

اے ہنو تم ہو کیا سگ دنیا — تمکو پروا اسوا لے زر نہوئی
کھا گئے ایک ایک کا حلوا — پھر بھی لینڈی تمہاری تر نہوئی

لکھنو کو چلو عنایت اب
یان تو کچھ پرسش ہنر نہوئی

ہوتی کے مثل آب جو کچھ تھی وہ ڈھل گئے — بی بی کی ڈھول ہو گئی باندی نکل گئی
دم دیکے اس بہی کو مین لایا تھا اپنے گھر — کمبخت آتے آتے گلی مین مچل گئی
ہے آزمودہ کار سمجھتی ہے وقت کو — خلوت مین مجکو دیکھ کے مشاطہ ٹل گئی
ڈھائی تلے کا مین بھی پہنتا ہون اسلئے — شاید رقیب سے کسی موقع پہ چل گئی
چوسر کے ہم بہانہ سے لاتے ہین یار کو — پو بارہ ہین اسی مین جو یہ چال چل گئی
اُس بے حیا کو ہو مرے رونے کا کیا اثر — چکنے گھڑے پہ بوند پڑی اور پھسل گئی
ایک اور بھائی چارہ ہوا تازہ شہر مین — کل محتسب کی شیخ سے پگڑی بدل گئی

کیونکر عنایت اپنی شرافت پہ ہو نہ ناز
دولت کا کیا بھروسہ ہے آج آئی کل گئی

بڑے تم پر غضب ٹھہرے نہایت پُر جفا ٹھہرے — ہمارے حق مین تو چنگیز خان کی بھی چچا ٹھہرے
عروضی خردہ گیر شاعران باصفا ٹھہرے — وہابی جس طرح سے عیب جو ہے اولیا ٹھہرے

نکالو گھر سے ایسی چوٹی ماما کا کالا منہ
کہا کرتے ہین فاسق میکشون کو حضرت زاہد
چلے جب ایا تدن جو تا تمہارے گھر مین غیر ان سے
دلینگے ہونگ ابتو رات دن چھاتی پہ غیرونکی
بھرے ہین پاپ کیا کیا پیٹ مین انکے خدا جانے
ہماری بزم مین یون شیخ گھبرائے ہوئے بیٹھے
میرے آگے سے بھاگا دم دبا کر غیر گیدی خر
ہماری روٹیون پر ذات ہو گیا مفت خور نکا
اگر دولت گئی صاحب تو دنیا بھی گئی سمجھو

نہ چکلے پر رہے بیلن نہ چولہے پر توا ٹھہرے
بڑی ڈاڑھی بڑھا کر یہ بڑے اک پارسا ٹھہرے
تو پھر کسکی رہے پاپوش اور کسکی بلا ٹھہرے
نہین ممکن کسی صورت سے اب یہ اسیا ٹھہرے
نہین معلوم دیکھین کیا نہ ٹھہرے اور کیا ٹھہرے
کہ جیسے باولا گیدڑ کسی بستی مین آٹھہرے
بھلا شیر ژیان کے سامنے کب تیندوا ٹھہرے
ہم اپنے گھر مین کب ٹھہرین جو کوئی آشنا ٹھہرے
نہین ممکن کہ نوچی جاے گھر مین نائکا ٹھہرے

یہ پھل پایا عنایت رنڈیون کی آشنائی مین
گئی دولت کی دولت چوتیا کے چوتیا ٹھہرے

ان دنون لچھمی سے صحبت ہے
لطف صحبت نکیون ہو خلوت ہے
ابتو لیٹنٹ کی انہین لت ہے
ٹانگ پر ٹانگ رکھ کے سو رہنا

آج کل اپنے پاس دولت ہے
اور جو ہو غیر پھر تو کھنڈت ہے
پہلوانون کی خوب کثرت ہے
میری عادت ہے انکو نفرت ہے

۵/ نام جلو اکف
قوم ہنود ۱۲

ہاتھ رکھتے ہی مارتا ہے لات
جنکے گھر تھا نشان و نقارہ
رات دن ناچ مین جو رہتے تھے
مین تو عاشق ہون تندرستی کا
نہین جاتی تمھاری بیماری
اب جدائی نہین رہی باقی
ہم جو ملتے ہین وہ ملاتے ہین

قطعہ

تجھکو اے یار کیا بری لت ہے
اب کچھ انکی عجیب نوبت ہے
آج کل انکی کیا بری گت ہے
ایسے نخرون سے مجکو نفرت ہے
روگ ہے یہ کہان کی علت ہے
خوب بیجا بان ہے خوب وصلت ہے
آج کل خوب ان سے ملت ہے

اے عنایت کہان وہ لطف شباب
اتنی صحبت بھی اب غنیمت ہے

تمھارے آنے کا جو انتظار رہتا ہے
وہ بات بات مین کہتے ہین مجھسے بہاڑ مین بڑ
کھٹائی مین مجھے اُس سیمتن ڈالا ہے
نکالون کس طرح اپنا بخار مین اُن سے

ہمیشہ در پہ کھڑا چوبدار رہتا ہے
میری طرف سے یہ اُن کو غبار رہتا ہے
کہ ساتھ سونے کو اک سادہ کار رہتا ہے
مرے تو نام سے انکو بخار رہتا ہے

چلا تو ہے تو عنایت نے کھائیو سونٹے
کہ اُسکے گھر پہ کھڑا چوبدار رہتا ہے

رقیب کیسے پریرو کی انجمن مین رہے
یہ ہے محال کہ اُلّو کبھی چمن مین رہے

لگی نہ ہاتھ کبھی شیخ جی کے یہ دنیا
تمام عمر اسی فکر پیرزن مین رہے

اگر صنم ترے مذہب کا حال کھُلجائے
تو یہ فساد نہ پھر شیخ و برہمن مین رہے

وہی ہے دعوت مسنون شیخ صاحب کو
کہ اُنگلیان تو رہین گھی مین سر لگن مین رہے

قطعہ

خدا کی مار اُن اُستاد جی کو دور کرو
ہمیشہ نایکہ جی یہ تُنن تُنن مین رہے

تمام عمر اگر نوجیون کو دین تعلیم
نہ راگ سُر مین رہے اور نہ لے دوگن مین رہے

یہ ہم نے مانا عنایت بڑا ظریف ہے تو
مگر خیالِ فصاحت بھی کچھ سخن مین رہے

قتل کرنے کے لئے آپ تو قاتل ٹھہرے
ہم بھی اُن لوگون مین گھر سے جو فاضل ٹھہرے

اُن سے مین نے کہا ٹھہرے - تو یہ بیدل ٹھہرے
بولے جھنجلا کے مرے در پہ نہ سائل ٹھہرے

ساٹھ میخوار پلاؤن میری بر آئے مراد
میرے میخانہ مین زاہد جو وہ غافل ٹھہرے

دیکھو آتے ہی ٹٹولا نہ کرو میری کمر
ہاتھ رکھو میرے دل پر تو مرا دل ٹھہرے

غیر مردود تو مرگھٹ مین جلایا جائے
میرے مرقد کے لئے کوچہ قاتل ٹھہرے

دیکھئے کیسے نبھے اُن سے خدا خیر کرے
مین تو مجنون ہون وحشی ہین وہ جاہل ٹھہرے

اُکھڑے اغیار وہان سے مرے رکھتے ہی قدم
بھوت کیونکر رہے جس گھر مین کہ عامل ٹھہرے

اُسکے اک گھونسلا سر پہ مرے لاکھون ہین جوئین
ذکر اُٹھنے کا نہین کھائے چلے جاتے ہو
بعد مردن تجھے چمٹون گا پری جن ہو کر
جانے دو روز کی کلکل نہین اچھی ہوتی

قیس کسطرح بھلا میرے مقابل ٹھہرے
شیخ جی ہم تو اُٹھین آپ تو شاغل ٹھہرے
یہ وہ بیتاب نہین ہے جو تہ گل ٹھہرے
رات تھوڑی ہے چلین آپ تو کلبل ٹھہرے

اے عنایت کوئی لٹکا مجھے سفلی ہی ملے
کہ وہ آئین مرے گھر یا کہ مرا دل ٹھہرے

جھجے پہ بیٹھے شیخ ترش رو نظر پڑے
منحوس ہے ستارۂ قسمت یہان تلک
ڈالون اگر مین خاک رقیبون کی آنکھ مین
اغیار مجھکو دیکھ کے اُلٹے ہی پھر گئے
تھا خط جو میرے نام کا وہ غیر کو دیا
چٹیا پکڑ کے اُنکی گھسیٹون گا رات کو

مدت کے بعد آج تو جھجو نظر پڑے
دیکھون اگر ہما کو تو اُلّو نظر پڑے
ھرگز نہ بھاڑ مین کبھی بالو نظر پڑے
باس ہنکی خالہ جان کے خالو نظر پڑے
یہ ڈاک والے بھی مجھے ڈاکو نظر پڑے
تم دیکھنا جو فرق سر مو نظر پڑے

وہ آنکھ اے خدا تو عنایت کو کر عطا
دیکھے وہ جسطرف کو اُودھر تو نظر پڑے

یہ ڈر نہ ماسٹر کا نہ ہمکو پدر کا ہے
جیسا کہ خوف وصل ہین مرغ سحر کا ہے

کوٹھی کوئی رہی نہ مکان کوئی گھر کا ہے — باقی ہے ایک روضہ وہ اپنی گزر کا ہے

گردش مین ہے رقیب ٹھکانہ کہیں نہین — دھوبی کا کتا گھاٹ کا ہے اور نہ گھر کا ہے

جاتا ہون کوئے یار کو امیدِ وصل مین — درپیش آج معرکہ زیر و زبر کا ہے

مسہل ہے پائخانہ مین ہین وہ رقیب کے — عقرب کے برج خاص مین دورہ قمر کا ہے

قطعہ

دیوانی ہم نے روضۂ رضوان مین کی ہے آج — دادا کا گھر ہے دخل جناب پدر کا ہے

شہزادی بنی لستی گھسیٹی گئی ہین سب — جلسہ یہ چلکے دیکھیے کس کروفر کا ہے

بھنتل ہے اسکے بوسے مبارک ہون غیر کو — دندان سگ کیواسطے یہ گوشت خر کا ہے

فوجی سے نائکہ کا بہت ہے کڑا اقوام — یہ گوڑ کا ہے ملیدہ وہ حلوا شکر کا ہے

اوپلون کا وزن ہوتا ہے ڈنڈی ٹاپال کی — تلتا ہے جسمین حسن وہ کانٹا نظر کا ہے

بوسون مین تیرے ہونٹھون کے لذت ہے قند کی — تیری گلی کی نے مین مزا نیشکر کا ہے

دجال پوچھتا ہے ہر اک سے رقیب کو — تبلاؤ تو کہیں بھی پتا میرے خر کا ہے

آکر مراد مانگتے ہین شاہ فتح کی — میرا مزار کیا ہے کہ تکیہ ظفر کا ہے

پٹتا ہے روز بر ہے عنایت تجھکو خوف
فولاد کا بدن ہے ترا یا حجر کا ہے

سوسن کی زبانی تو سُنا اور بھی کچھ ہے — گُل رات کو شبو کے کہلا اور بھی کچھ ہے

روضہ تاج گنج جو دنیا بھر مین مشہور ہے ۱۲

نام طوائفان ۱۲

الفت مین عنایت کو ملا اور بھی کچھ ہے
زاہد ترا خفتش ہی نہین ترا لقب کچھ
بندر بھی ہے بکرا بھی ہے کتا بھی گدہا بھی
اک دل ہی نہین حلقۂ گیسو مین گرفتار
یہ کہہ کے نکلوایا مجھے یار نے گھر سے
بزم شعرا مین جو اڑا لے کوئی نعلین
سلفہ بھی تو انٹی مین نہ اُس شوخ نے چھوڑا
معشوق کے قارورہ کی مالش کے علاوہ

اِس ٹوپی لنگوٹی کے سوا اور بھی کچھ ہے
رندون نے ترا نام رکھا اور بھی کچھ ہے
دروازہ پہ دشمن کے بندھا اور بھی کچھ ہے
پھندے مین تمھارے تو پھنسا اور بھی کچھ ہے
بوسے بھی لئے اسنے چھوا اور بھی کچھ ہے
جوتون کے سوا اسکی سزا اور بھی کچھ ہے
اس پر بھی یہ کہتا ہے بتا اور بھی کچھ ہے
کیا درد جدائی کی دوا اور بھی کچھ ہے

کیا کھا گیا سب گو فتے بھوکا تھا عنایت
دیکھو تو کہ ہانڈی مین بچا اور بھی کچھ ہے

سُنی ہم نے نہ جب اپنے چچا کی
شرارت دیکھئے اس فتنہ زا کی
حقیقت پوچھتے ہو کیا وبا کی
نہ دیکھو ہانڈیون مین کچھ نہین ہے
ہر ایک دعوت مین جا کر شیخ صاحب

تو کیون مانین تمھاری نار لنکا کی
لگائی وصل مین تہمت زنا کی
یہ ہے جاروب میدان قضا کی
اُسی کلیا مین ہے دارو شفا کی
بہت تعریف کرتے ہین سنا کی

اودہر اُس شوخ سے ہنے ناک ہین دم — اِدہر ہر دم ہے بک بک نانگا کی
نہ نکلا بے بجائے تین کے ین — اگرچہ نانگا اُنکی بکا کی
سڑی کہتے ہین مجکو اہل دنیا — خبر یہ کہتے نہین سرِّ خدا کی
کریگا جوتیون سے ٹانکے ڈھیلے — کبھے دیتی ہے شوخی نقش پا کی
یہ نفس الامر ہے گھر مین نہین غیر — قسم کہاتے ہو کیون خواجہ سرا کی
کہا گھر جاؤ خانصاحب یہان سے — مسیحا نے نہ کچھ میری دوا کی
یہ چھپایا غیر کو گھر مین بلاکر — ہمیشہ وہ پری مجھ سے اُوڑا کی
سدا یہ گورکن ہین زندہ درگور — ہوا خواہی یہ مرتے ہین وبا کی
بتاتے ہین مریضِ غم کو بھٹا — نہین ہے اب کوئی صورت شفا کی
کہین گنٹھے کی دم سیدھی ہوئی ہے — عدو کو ہے عبث خواہش طلا کی
نظر بھر کر کبھی مجھکو نہ دیکھا — سدا ظالم نے میری جیب تاکی
جوئین بھی مر گئین جتھونکے مارے — بتِ بے رحم یہ کیا ھتیا کی
اگر ہے خاکسارونکی یہ پہچان — تو دوری اپنی ہین کہونگا خاکی
تری فرقت مین سو یا بہاڑ پر بھی — مگر اے شعلہ رو سردی لگا کی
رقیبونکی بنا جوتے سے جھاڑی — وفاداری ہے یہ اُس بیوفا کی

سخن سے اُسکے کیا ہوتا ہے دل خوش
عنایت پر رہے رحمت خدا کی

بہوت اُترا ہوے انسان بڑی مشکل سے | وہ ہوے ہین مرے مہمان بڑی مشکل سے
دال لیے ہین مرے تو بہی ہو شامل شیرین | وہ ہوے ہین مرے مہمان بڑی مشکل سے
یون نہ رضی ہوے تو چوٹی پکڑ کر لایا | وہ ہوے ہین مرے مہمان بڑی مشکل سے
دی لگونی جو ہوا پیٹ مین اغیار کے درد | مجکو بیدرد نے اجوان بڑی مشکل سے
وہ زمانہ ہے کہ معشوق تو ملجاتے ہین | ملتی ہے ہمکو مگر نان بڑی مشکل سے
کسی مطلب سے مین بیٹھا ہون ڈھکیلو نہ مجھے | آپکی چھوڑونگا ادوان بڑی مشکل سے
خوف اُس گل کو یہ تھا خون نہ کٹ جائے کہین | اُس نے کھایا ہے مرا پان بڑی مشکل سے
جو مین لاکھون ہی امر سے نکالین اُس نے | آج نکلا مرا ارمان بڑی مشکل سے
یون تو ظاہر مین ہین وہ گربہ مسکین کیطرح | پر لگاتے ہین چوہے ان بڑی مشکل سے
گھر ہے خالا کا جو ملجائے ریا سے زاہد | خلد ملتا ہے چچا جان بڑی مشکل سے
فیلتن بت کو کیا زیر بہت لڑ بھڑ کر | سر کیا کوہ سلیمان بڑی مشکل سے
چکلے کی فوج کا جرنیل مخنث کو کیا | غیر نامرد کو کپتان بڑی مشکل سے
مسودے تک بھی تو لے گئے جبراً احباب | جمع ہوگا مرا دیوان بڑی مشکل سے

کوئی سنڈاس مین بیٹھا کوئی کونے مین کھڑا
ہو گئے دور اُنکے نگھبان بڑی مشکل سے

جونٔے پر بھیجدیا غیر کو قاضی کرکے
یہ گدھا ہو گیا انسان بڑی مشکل سے

پیٹ کے درد مین چرکین جو عدو کا نکلا
بولا مشکل ہوئی آسان بڑی مشکل سے

اُسکی کچی ہی رسوائی مین ہوا مین شامل
ملا اغیار کو پکوان بڑی مشکل سے

شیخ سدو سے لدا ریہ آکر کھیلا
گیا دق کرکے یہ شیطان بڑی مشکل سے

پانون دابا کرے خدمت یہ عنایت کو بلی
گیا اُس بت نے یہ احسان بڑی مشکل سے

شکم پر شیخ جی کا تو بڑی ہے
اطال اللہ کیا ڈاڑھی بڑی ہے

نظر اُس بوالہوس کی دان لڑی ہے
جہان چرکین مین کوڑی پڑی ہے

ہر اک بال اُسکا موتی کی لڑی ہے
کہ زلف یار لیکھون سے جڑی ہے

وہ جشن فرش گل پر یون پڑی ہے
چھچھوندر عطر مین جیسے سڑی ہے

دہان دلال و ڈھاری لوٹتے ہین
رہ کوے صنم منزل کڑی ہے

نہ پوچھو اُسکے گشتون کی خرابی
پڑی ہر سو کلیجی اوجھڑی ہے

خفا ہے مجھسے کیون آ راجہ اندر
پری خود ہی مرے گھر مین پڑی ہے

گلے کا ہار اُسکے کیا ہوئے ہم
ہمارے پانون مین بیڑی پڑی ہے

لٹکتی کیا کوئی ہے برگ ڈاڑھی
یہ چوٹی کس لئے پیچھے پڑی ہے

ہوا ہے منہ تو منہ سب جسم کالا
جمائی تمنے مستی کی دھڑی ہے

بزور اُس سنگدل کو گر لیا زیر
ہماری میخ پتھر مین گڑی ہے

زر و خلعت تو جھپٹا نائکہ نے
وہ نوچی مفت مین ماری پڑی ہے

ق
وصال اُس شوخ کا ہے غیر ممکن
عجب مشکل مین جان اپنی پڑی ہے

نئے اُستاد جی بیٹھے ہوئے ہین
برانی نائکہ سر پر کھڑی ہے

فقیر مست کا سونٹا تو چھوڑو
تمھارے پاس پھولون کی چھڑی ہے

صفا سینہ ہے مثلِ پاکبازان
ہماری آشنا بھی جھبڑی ہے

جہان برسون رہا مجنون کا مسکن
اُسی تکیہ مین اپنی جھونپڑی ہے

پھٹی دیوار گیا اُنکے مکان کی
کہ دنیا بھر کی دولت پھٹ پڑی ہے

ہین زہرہ مشتری بھی مونگ اور موٹھ
انھی دو مین کوئی چھوٹی بڑی ہے

گل الفاظ ہین دلچسپ و رنگین
زبان تیری عنایت پھلجھڑی ہے

عدو نکلا ہے کیسے شور و غل کے ساتھ گوکل سے
خروج نحس ہو دجال کا جیسے کہ سنبھل سے

یہان ہے سینہ کوبی ڈھونڈ آیا شہر موصل سے
ملیگی دیکھیے وہ اوکھلی کس روز موسل سے

بڑا کم ظرف ہے ساقی پلاتا ہے جو بوتل سے
پیو اے میکشو تم بادۂ گلگون مرے نل سے

نہ ہے وہ شعلہ رو گھر مین نہ ایندھن تاپنے کو ہے
بسر کرتا ہون مین ایام سرما اپنے کمّل سے

بتِ کافر کو جب سے اے برہمن ہمنے چھوڑا ہے
سگون کیطرح چمٹے غیر ہین اُس چھوٹی ہیتل سے

پھٹے گا یہ نہ ہرگز کھینچنے سے تیرے اے بدخو
لنگوٹا میرا موٹا ہے تری محرم کی ململ سے

مزا سب کرکرا ہے لطف صحبت خاک ہو ہمدم
مجھے پیچش ہے اُس ہٹ کے نہین فرصت ہے جنگل سے

چھپایا میرے ڈر سے غیر کو صندوق مین تمنے
وہ بند آسان ہو ایسا نہ ہوگا بندگل سے

چمکتے ہین یہ موذی پاس انکے کیا کوئی بیٹھے
لدے ہین چارپائی پر تری اغیار کھٹمل سے

سوال وصل پر وہ شعلہ رو جل کر یہ کہتا ہے
جھلس دے ماما تو اسکا بدن جیولے کی چوبل سے

یہ سچ ہے بوا میری کی فقیری مین نہین جاتی
لنگوٹا ہم بناتے ہین تری گدڑی کی مخمل سے

ہوا ہے بھوت مر کر دو نہ کاندھا نعش دشمن کو
بچا چاہو اگر آفت سے اور موذی کے چنگل سے

شریر ہین ہون وہ شعلہ ہے مین پارہ ہون وہ بجلی ہے
الٰہی وصل ہو بیتاب کا کسطرح چنچل سے

٥ نام طوالف اکبرآبادی ١٢

بدن میرا دبا کر درد سے ہمدرد کہتے ہین
عنایت ہو گئے کس گلبدن کے غم مین تم گھل سے

شاہی کا پایہ توڑ کے بندہ فقیر ہے
اب صرف تین پایہ کا خالی سریر ہے

کیا سود اے امیر جو دولت کثیر ہے
پر وہ نہین تو چشم بتان مین حقیر ہے

خواجہ سرا سے تیری خجل بے نظیر ہے
شرمندہ تیرے حسن سے بدر منیر ہے

معشوق شیر مال ہے جب تک صغیر ہے
جب ڈھل گئی جوانی تو نان شعیر ہے

پھولے ہین شیخ دعوتین کھا کھا کے اس قدر
کہتے ہین نان پاؤ کہ پھولا خمیر ہے

روتے ہین پہ جنتے ہین محلے بھی ہین قریب
جب تک کہ ان حسینون کے پستان مین شیر ہے

گلیون مین پھیر کھا کے یہ فرمایا شیخ نے
دعوت کا کھانا سہل نہین ٹیڑھی کھیر ہے

ہمدم یہ کہتے ہین کہ دیا کیون ہٹے ہین پاؤن
کیا پیٹنے کو آپ کے وہی لکیر ہے

ایسے جناب شیخ فنا فی الطعام ہین
چونہ بھی دیکھتے ہین تو کہتے ہین کھیر ہے

دیوانگی مین بال ہوے بڑھ کے ستر پوش
اب میرے آگے پشم رواے حریر ہے

ٹیکا لگا ہوا ہے یہان شوق وصل مین
انکو وہان یہ عذر کہ ابر مطیر ہے

رکھو یہ قورمے کا پیالہ میرے حضور
مرغوب طبع غیر کو خشکہ پنیر ہے

اُس پادشاہِ حُسن کا ہے انتظام یہ
کٹتا ہے کاہدار مخنث وزیر ہے

لڑکا جو بھاگا چھین کے لکڑی تو بولے شیخ
لیجا ابھی ہمارا خدا دستگیر ہے

بیعت جناب شیخ عنایت سے کیجیے
فرہاد کا گرو ہے وہ مجنون کا پیر ہے

کیا پسند یہ تحفہ حجاز ران کے - اے
کہ ٹاٹ لے گئے مسجد کا بادبان کیلیے

یہ پیچھے داڑھی پگڑی ہے شیخ جی کافی
تلاش کرتے ہو کیوں بانس سائبان کیلئے

ہٹن بھی مرغی بھی غیرونکو اے بت لئے ہن
یہ نان پاؤ فقط اپنے نیم جان کے لئے

ہمارے وصل سے انکار تمکو بیجا ہے
مکان مکین کیلئے ہے مکین مکان کیلئے

بتاؤ مجھکو بھینگڑو کہاں گئے مملش
بھٹکتا پھرتا ہون مین اپنے کاروان کیلئے

چڑھاؤ گل مرے مرقد پہ اے گا اندامو
یہ اپنے گلگلے لیجاؤ زین خان کیلئے

کہا یہ جورو نے بھتنی تری ۔ نکلے کیونکر
نہین ہے اوپلے کا ٹکڑا بھی دیگدان کیلئے

عدو کی بانس پہ لٹکائی ہے یہین گے پگڑی
پھریرا ہے یہ مری فتح کے نشان کیلئے

ہر ایک بات مین میرا گلا دباتے ہو
بنے ہو تم ملک الموت میری جان کیلئے

مرے عراقی کے پیچھے رقیب نالائق
چلا ہی آتا ہے اپنے گدہے کو ہانکے لئے

پکڑ کے شیخ کی مرغی بناؤ اسکے کباب
یہ تحفہ چاہیے اے میکشو مغان کے لئے

رکھی ہے شوخ نے یہ اپنے عاشقونکی شناخت
کہ بائین مونچھ منڈائی گئی نشان کے لئے

جدا وہ ہونگے عنایت نماز صبح کے وقت
کہ پاس مرغ کا کھانچا رکھا اذان کیلئے

لنگوٹا سر پہ اپنے نہین ہے
جہان مین جو کہ چکلون کی زمین ہے

خفا اس پر بھی وہ پردہ نشین ہے
وہ سب اُس شوخ کے زیر نگین ہے

ف
ایک مشہور خبیث کا
نام ہے سر کراولی
جنقصہ کے ایک گز اسکو
ہوتے ہین ایسے انکلو
پر اسکی نیاز دلوا
تے ہین ۱۲

نہ ہوگا وصل حاصل اس گدا کو — وہ اِن ایام مین گدّی نشین ہے
نہ چھینو مجھسے بوتل شیخ صاحب — نہین سرکہ شراب آتشین ہے
لیئے بوسے جو بینے خال رُخ کے — کہا اُس شوخ نے تو نکتہ چین ہے
نکلوایا مجھے باغِ صنم سے — عدو مردود شیطان لعین ہے
خفا ہے وہ پری والدین ناراض — خراب اے دوستو دنیا و دین ہے
تو عالم گنج جا دعوت مین زاہد — مرا رازق تو رب العالمین ہے
تری دیوار کے اوپلے ہین عنبر — ترے ڈیوٹ کا چیکٹ مشک چین ہے
بڑھے ہین بال وحشت مین یہان تک — وجود اپنا سراپا پوستین ہے
ہوا ہے پیرزن سے عقد زاہد — یہ بسکٹ خشک وہ نانِ جوین ہے
عدو افسر ہے سارے ہیجڑون کا — کہ خوجے کی حویلی کا مکین ہے
ق
حریصہ ہے بڑی تو اے حسینہ — ٹھکانا تیرے لالچ کا کہین ہے
فقط اک بینی و دو گوش و یک جان — اور اسپر خواہش زر دلنشین ہے
مچا رکھی ہے کلکل رات دن کی — ہمیشہ منہ تھتھائے خشمگین ہے
بلا ناغہ دیئے جاتا ہون ہر روز — مگر جب دیکھیے چین بر جبین ہے
ڈبل افیون کو تمباکو دھیلا — لگا روٹی کو کیا کافی نہین ہے

عنایت اور کیا کر دے عنایت
لنگوٹا ستر پر اُس کے نہین ہے

گر سرو زنانون کو کہون مین تو بجا ہے — جو شاخ ثمردار تھی وہ جڑ سے جدا ہے
اِن سیم تنون کو تو وہی زیر کرے گا — جس شخص کی مٹھی مین کہ سونے کا ٹکا ہے
وحشت کے سبب ہاتھ کسی نے نہین ڈالا — بے ختنہ جو مین ہون مری کیا ہمین خطا ہے
کیا گرمی بازار ہے ان شعلہ رخون کی — پھولا ہے بھلا کوئی کوئی جڑ سے گرا ہے
سرکوبی اعدا کے فسون یاد ہین اسکو — کیا لونا چماری نے مرا جوتا گٹھا ہے
رہنیکا جو شب ہجر عدو یاد مین اُس کی — پوچھا کہ یہ ہے کون کہا مین نے گدھا ہے
ق
وحشت مین مجھے دیکھ کے عریان بصد افسوس — کہتے ہین یہ ڈھاڑی کہ عجب شان خدا ہے
یہ وہ ہے کہ دیتا تھا بہت خلعت و انعام — سر اُس نے حسینون کا دو شالون سے ڈھکا ہے

جوڑ اپنا یہان ڈھونڈھنے آیا ہی عنایت
پریون کے اکھاڑے مین یہ دیوانہ ڈٹا ہے

دام کی شکل اگر زلف گرہ دار کی ہے — میرے صیاد کی عادت بھی جڑیمار کی ہے
ہجر دلدار مین یہ شکل تن زار کی ہے — سر یہ دستار مرے دوستو دس تار کی ہے
بر مین لیتا ہون تو کرتے ہو برابر بر بر — کیا حضور آپکو صحبت کسی بردار کی ہے

ف [illegible]

جمع ہر دم ہین وہان دھوبی ڈھیا کی کنجڑے
بزم اُس گل کی نہین میدنی سالار کی ہے

کفر ظاہر ہے کہ بے ختنہ بتون نے دیکھا
اب نہ حاجت مجھے تشقہ کی نہ زنار کی ہے

شیخ دکھلاتے ہو کیا الٹی کا پٹا مجھکو
پاس اس رند کے توبہل مئے گلنار کی ہے

زندگی مین بھی رہے ہجر مین جس کے مردہ
پس مردن بھی ہمین یاد اُسی مردار کی ہے

کھانا چھ سات طرح کا تو ہے آگے رکھا
پھر بھی اے شیخ طلب آپکو آچار کی ہے

دیکھ کر چال تری کبک ہوئے ہین اُلّو
کچھ خبر دُم کی ہے اب انکو نہ منقار کی ہے

کس گل اندام کی صحبت کا عنایت ہے اثر
تیرے بغلون مین جو بو نافہ تاتار کی ہے

مرا ختنہ ہوا حجام سے کہتا وہ قاتل ہے
تڑپتا ہے نہ مرتا ہے ہوا کیسا یہ بسمل ہے

کوئی صورت نکلنے کی نہین تینون لٹکتے ہین
مجھے زندان ذقن تمکو فرشتو چاہ بابل ہے

لئے پھرتا ہون سہی اتنے دن شوق شہادت مین
کمیلے مین کبھی ہے اور کبھی کھٹ گھر وہ قاتل ہے

بتون کی یاد سے خالی نہین رہتا ہین دم بھر بھی
فغان گھنٹہ ہے اور مندر ہمارا خانہ دل ہے

نکہ مسجد مین لونڈونکی مذمت مست بھک زاہد
خدا کے گھر مین یہ کرمے تری کیا عقل زائل ہے

رہا ہے جب سے چھکی باٹ مین وہ سنگدل آکر
ملال و درد فرقت کی مرے سینہ پہ اک سل ہے

وہ ارزل ہے مین افضل ہون وہ ادنی ہے مین اعلی ہون
پرستان کا ہین حاکم ہون عدو چکلے کا عامل ہے

ہمارا گھر عنایت ہو گیا اب چڑیا خانہ سا
ادھر جورو کی کلکل ہے اُدھر بچونکی کلبل ہے

بڑا صدمہ ہوا ہے گھر مین جو کودے ہین ہم دھم سے | لیا ہے بر مین جب سے ہو گئے ہین ہم سے برہم سے
مری دہشت ہے اُس بت نے عدو کو باندھکر کھم سے | لپیٹا ہے چھپانیکے لئے پھر اُسکو جاجم سے
نکالا آپکو گھر سے جو بی بی نے تو روتے ہو | جدائی کوچۂ جانان کی پوچھو شیخ جی ہم سے
جواری بھی مدکیے بھی ہین مفلس نڈیان بھی ہین | بہت آباد تکیہ ہے اے حقے ترے دم سے

عنایت ہے اُوڑائے اے پری ہر گز نہ چھوڑیگا
کرے گا بالیقین تسخیر تجکو اسم اعظم سے

لنگوٹا ستر پر ہے اور کاندھے پر ستاری ہے | بھجن اک بت کے گاتا ہون اُسکی یادگاری ہے
لیا بوسہ جو مین نے گھل گیا بالکل نمک منہ مین | ملاحت ایسی ہے چاہِ ذقن اُس بت کا کھاری ہے
پھٹا پھٹ کی صدا آتی ہی ہر دم میرے کانون مین | عدو پٹتے ہین کوے یار مین یا چاندماری ہے
چھوا ہی جب مین دیتا تھا تو حیلہ ہکلی کا تھا | تہینا کر دیا ہے اب تو عذر ماہواری ہے
اچھلتا کودتا منہ مارتا لاتین چلاتا ہے | وصال اُس شوخ کا آسان نہین چابک سواری ہے
نسیم صبح کو صرصر کا اک جھکڑ سمجھتے ہین | وبا کو جانتے ہین گور کن باد بہاری ہے
گیا مین چھپ کے اُسکے گھر تو بولا وہ بت لندن | پکڑ لو اے پولیس والو یہ باغی اشتہاری ہے

یہ میرا ہی جگر ہے کوہکن جو مین اُٹھاتا ہون
نہ لانا اب کبھی سر کہ کی بوتل شیخ جی صاحب
لگانے لگتا ہون جوتے یہ مجھپہ بھوت چڑھتا ہے

سبا بوٹ شملے آبو سے بتون کا نار بھاری ہے
مغان نے تمکو میکش جانکر پگڑی اُتاری ہے
جب اُنکے سر پہ آکر کھیلتی لونا چماری ہے

بچلی جاتی ہے اپنی بھی عنایت رات دن کھٹ پٹ
صنم کے کارخانہ مین بخوبی کام جاری ہے

بیٹا ہے نہ بیٹی ہے ماں باپ نہ بھائی ہے
اے دختر رز شاید تو جوش مین آئی ہے
چلاتی ہوئی ماما چمٹا لیئے آئی ہے
اے شیخ نہ پوچھو تم ستو بھرے ہاتھ اپنے
ہے خشک لہو میرا اور نفس کشاکش مین

دنیا مین اگر کچھ ہے اے لوگو لگائی ہے
مُنہ لگتی ہے مردون کے کیا شوخ لگائی ہے
جب ہمنے ترے در کی زنجیر ہلائی ہے
خالق سے ڈرو حضرت مسجد کی چٹائی ہے
وان قتل کو قاتل ہے یان ختنہ کو نائی ہے

کی فکر عنایت نے میخوارون کی دعوت کی
خالا کا لیا بالا نتھ مان کی اڑائی ہے

تمام شد

سہرا شادی کتخدائی جناب کنور تحصیل علیخان صاحب خلف عالیجناب کنور محمد اعتماد علیخان صاحب حسرت رئیس سعد آباد ضلع متھرا

گوش دل کھول کے اب سن لین سخنور سہرا
نہ سنین گے کبھی اس سہرے سے بڑھ کر سہرا

گوندھا ہے سورۂ اخلاص کو پڑھ کر سہرا
باندھے تحصیل علی خان دلاور سہرا

گوہر و لعل و زر و سیم کا خوشتر سہرا
ہووے نوشاہ مبارک یہ ترے سر سہرا

عطر جنت سے ہوا ہے یہ معطر سہرا
مشک و عنبر کو نہ کیونکر کہے گوبر سہرا

ہم تو نوشہ کے لیے لائے ہین پر زر سہرا
سر دشمن کے لیئے ہرکی کا خنجر سہرا

دور کردے گا غریبون کا دلدر سہرا
ٹالدے گا فقرا کا بھی سنیچر سہرا

بیریان جھاڑتے ہین لوگ تو بیرون کے لیے
موتی لیجاتے ہین محتاج ہلا کر سہرا

آتش رشک سے جل جاتے ہین حاسد سنکر
گاتے دیپک مین ہین جب اہل جلیسہ سہرا

مالنین کہتی ہین ہنس ہنس کے کنور صاحب سے
چاند سے منہ پہ ہے دولہ کے یہ سندر سہرا

یہ وہ شادی ہے کہ حیوان بھی جسمین خوش ہین
گھوڑیان گھوڑیان گاتی ہین تو خچر سہرا

شادیان سیکڑون اس شادی کے صدقہ مین ہوئین
باندھے پھرتے ہین مسلمان کہین ڈھوسر سہرا

گٹکڑون کون اور غٹرغون کی ہین لے مین گاتے
مرغ دڑبون مین تو کابک مین کبوتر سہرا

قیصر ہند نے خوش ہوکے جو خلعت بھیجا
پارلیمنٹ سے لائے ہین گورنر سہرا

تازیانہ پی تنبیہ ہے ہر ایک لڑی
شوخ چشمانِ سمن بر کو ہے ھنٹر سہرا

بھیجا الیاس نے ماہی و مراتب دیکر
کھینچ کر لائے سمندر سے ہین دھیمر سہرا

سعد آباد مین ہر سمت سے بھوکے آئے
کشتی رزق کا اب بن گیا لنگر سہرا

ناپ کر لائے ہے جو قطب جہان نے بھیجا
اولیا لائے ہین دہلی سے سرون پر سہرا

کوٹھون کوٹھون ہی خوشی سے ہین اُچھلتے آئے
دیکھنے آئے ہین متھرا سے بھی بندر سہرا

خنجری ہے کہین ڈھولک کہین طبلہ بجتا
گایا جاتا ہے پرستان مین بھی گھر گھر سہرا

بیلون گھوڑون نے بھی آنکھون پہ اپنی رکھا
کفش نوشاہ ہمایون سے بنا کر سہرا

گھاس کے بدلے جو اس شادی مین خشکہ کھایا
اب سناتا ہے کمھارون کو ہر اک خر سہرا

بھن بھناہٹ سے ہے ہر اک شہر مین ہر کوچہ مین
نکلے خلقت کے سنانے کو ہین جھجّھر سہرا

در و دیوار سے آتی ہے سریلی آواز
اپنے سوراخون مین گاتے ہین جو جھینگر سہرا

ڈیرے مین ڈیرو پہ سارنگی پہ سارن والے
گاتے ٹھلیا پہ ہین کل مردمِ جھجر سہرا

یاد اے عاملو کر لو کہ کیا کھاؤ گے
عمل حب سے ہے عزیمت سے ہے کہ منتر سہرا

بھاگے جن ہنس کے اثر سے سخن سفلی کے
سحر ہو دور اگر پھونک دے پڑھ کر سہرا

قطعات تاریخ
مسماۃ کلّو کی ناک کٹنے کی تاریخ

بینی بریدہ ہو گئی خود بینی کے سبب
کلّو نے کیسا کام کیا ناقص و زبون

بہکا کے اک غریب کی عورت کو لے گئی
زیور کو اُسکے بیچ کے پہونچی تھی دیر دون

اُس بگڑے دل نے کاٹ لی اُس نا سزا کی ناک
کچھ خون بہا نہ پایا بہا گرچہ اُس کا خون

گو چھنگنے سنکنے کے جھگڑے سے چک گئی
موزون ہوا یہ مصرع تاریخ دردناک

دھبا مٹے گا اسکا نہ لیکن مرے بدن
کٹوائی اس نے ناک برا یا کیا شگون

تاریخ وفات مجھو خان

جب مجھو خان گویے کا آیا وہ وقت
مرتے ہی رنڈیون نے یہ نوحہ بپا کیا

سارنگی لے کے چلنے کو بیٹھا گھر کسے
زہرہ کا رقص دیکھنے استاد چل بسے

تاریخ وفات نکاح

بالغہ سے پیر نابالغ نے عقد اپنا کیا
قاضی جی نے مصرعہ تاریخ محفل مین پڑھا

عقدہ لاینحل جو پیش آیا تو وہ مضطر ہے آج
بڈھا گڈا چھوٹی گڑیا کا بنا شوہر ہے آج

قطعہ تاریخ تولد فرزند لالہ ھیمراج صاحب از بطن تلسا طوایف

بیٹا ہوا جو تلسا طوائف کے بطن سے
مصرع جنم کے سال کا اے پنڈتو پڑھو

کیسا نہال و شاد ہوا ھیمراج ہے
قلہ یہ چھوٹا تلسا کے گملے مین آج ہے

قطعہ تاریخ طبع دیوان کنور محمد اعتماد علیخان صاحب حسرت رئیس سعدآباد ضلع متھرا

اب کما کھائینگے ارباب نشاط
ورد رکھیے آپ بھی دیوان جی
لکھی ہے ہمنے بھی یہ تاریخ طبع

حضرت حسرت کا دیوان چھپ گیا
دافع دیوانگی ہے برملا
رنڈیون کی روزی کا رستہ کھلا

قطعات تاریخ وفات منشی عنایت اللہ خان مرحوم و مغفور مصنف دیوان ہذا من نتائج طبع منشی فقیر محمد خان آنور مرحوم برادر کہین مصنف

عنایت اللہ کہ مشہور تھے جو کالیخان
صفر کی دسوین کو جمعہ کے دن جو رحلت کی
بڑے فصیح و بلیغ و ظریف شاعر تھے

ہوئے طفیل محمد غریق رحمت رب
گئے بہشت مین الطاف کبریا کے سبب
چراغ ہند انہین جانتے تھے اہل عرب

یہ لطف ہے کہ لطیفہ تھا اُنکا ہر فقرہ | ہر ایک بات مین کتنے ہی معنی و مطلب
کمال پاک طبیعت فرشتہ طینت مرد | جہان مین ہوتے ہین انسان ایسے پیدا کب
خوش اعتقاد خوش اخلاق خوشنویس فن کی | وفا شعار عبادت گذار اہل ادب
سخی و منکسر و نیک خو کریم النفس | حلیم و صابر و ہر دل عزیز و خیر طلب
ہر ایک مذہب و ملت کے خاص و عام اُنکو | عزیز رکھتے تھے اور اُنکے ہین ثنا خوان سب
سروش غیب سے انور نے یہ سُنی تاریخ | عنایت اللہ پہ ہے رحمت الٰہی اب ١٣١٦ھ

قطعہ تاریخ دیگر بطرز کلام مصنف دیوان ہذا بکمال احقر العباد حضرت

دسوین مہ صفر کی ہے جمعہ کا روز ہے | انور کے ضبط و صبر کا ہے آج امتحان
بھائی سے آج بھائی ہوا اسطرح جدا | قالب سے جسطرح کہ جدا ہو کسی کی جان
سیر ارم کو آج عنایت ہوئے سوار | رحمت تھی ہمنشین ملک الموت کوچبان
تسبیح خوان گروہ ملایک تھا پیش و پس | تھے قدسیون کے ہاتھون مین فردوس کے نشان
کی پیشوائی حافظ و جامی کی روح نے | غلمان نے پیشکش کیا جنت مین عطر و پان
حورون نے فرط شوق سے بیساختہ کہا | سب منتظر ہین آؤ میان گل الیخان پٹھان
سعدی سے ذکر خیر سُنا جب سے آپ کا | مشتاق ہین تمہارے سخن کے ہمارے کان
جنت کے میوے کھایئے رہیئے ہمارے ساتھ | مہمان ہمارے آپ ہین اور ہم ہین میزبان
فردوس مین شراب طہورا اُڑایئے | اب وُہ رکیجے سوڈے کی بوتل کا دل سے دھیان
جنت تمہارے دادا کا گھر تمکو مل گیا | دیکھو خدائے پاک کی کیسی بڑی ہے شان
سال وفات انور غمگین نے یہ لکھا | رضوان چچا کے پاس گئے جلد بھائی جان ١٣١٦ھ
کر میرے اس خیال کو مقبول یا مجیب | تو ہے کریم و قادر و غفار و مہربان

تمت

مختصر سوانح عمری مصنف دیوان ہذا

منشی عنایت اللہ خان عرف کالیخان خلف اکبر جناب عظیم اللہ خان صاحب کمالزئی المتخلص بسیفی و عنایت ریاست رامپور مین پیدا ہوئے آپکے آبا و اجداد پٹھانون اور روہیلون کے ساتھہ ولایت سے ہندوستان آئے اور سپاہگری اور لشکر آرائی کے سلسلہ مین داد شجاعت و مردانگی دیتے رہے شاہان اسلام کے دور حکومت مین خاندان کے اکثر افراد بڑے بڑے مناصب عالیہ پر ممتاز رہے۔ پھر جب عنان حکومت ایسٹ انڈیا کمپنی کے قبضۂ اقتدار مین آئی اور زمانہ کی گردش نے دوسرا پلٹا کھایا تب بھی اس خاندان نے سلطنت کے ساتھہ جانبازی اور وفاداری مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا چنانچہ کمپنی کے عہد معدلت مہد مین چند بزرگ لارڈ لیک کی مہمات مین شریک ہوے اور میدان جنگ مین اپنی سرفروشی اور جانبازی کے خوب خوب جوہر دکھائے۔ چنانچہ صلح کے بعد اپنی جلادت و مردانگی کے صلہ مین اعظم خان رسالدار اور احمد خان سوار یعنی مصنف کے نانا کو بطور جاگیر دو گاؤن ضلع آگرہ مین عطا کئے گئے مگر بعد چندے گاؤن تو ضبط ہو گئے لیکن سو روپیہ ماہوار پنشن مقرر کردی گئی۔ کچھہ عرصہ بعد اعظم خان نے اپنی لڑکے محمد ایاز خان اور احمد خان نے اپنی لڑکی یعنی مصنف کی والدہ کے نام کچھہ حصہ اپنی اپنی پنشن کا منتقل کرادیا۔ اور اسی تقریب مین مصنف کے والدین رامپور سے آگرہ آگئے اور یہین مستقل سکونت اختیار کرلی مصنف کے ایک بھائی اور ایک بہن اور تہین۔ آپ متاہل اور صاحب اولاد تھے چنانچہ ایک لڑکا مسمی لطف اللہ خان اور چار لڑکیان آپکی یادگار تہین لیکن اسوقت صرف دو لڑکیان بقید حیات ہین اور صاحب اولاد ہین۔

غرض مصنف موصوف کو اس زمانہ کے دستور کے مطابق مکتب مین بٹھلادیا جبکی عمر اسوقت چھہ سات سال کی تہی اسپر تمام اقربا بہت بگڑے اور غیظ و غضب کیحالت مین جو کچھہ زبان پر آیا کہا اور بعض بعض نے تو راہ و رسم تک ترک کردی اسلئے کہ وہ لوگ سوائے تلوار کے پیشہ کے دوسرے پیشون کو ذلیل و حقیر سمجھتے تہے۔ تا آنکہ اس کشاکش مین آپکا مکتبی دور ختم ہوگیا۔ اور اب بڑے بڑے علما فضلا فصحا بلغا کی صحبت کا موقع ہاتھ آیا جس سے آپنے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ پھر طبیعت خوشنویسی کی جانب مائل ہوئی اور منشی رام دھن صاحب سے جو اپنے وقت کے جواہر رقم تھے تلمذ اختیار کیا مگر لطف یہ کہ استاد ساکن متھرا اور شاگرد باشندہ آگرہ گویا استاد اور شاگرد مین چھتیس ۳۶ میل کا فاصلہ ریل جاری ہونے سے پہلے کا زمانہ مگر شوق اصلاح صفحۂ دل پر ایسا موجزن تہا کہ آپ بسواری کشتی براہ دریا متھرا جاتے اور بعد اصلاح دوسرے تیسرے چوتھے پانچوین روز واپس آجاتے غرض ایک مدت مدید مین آپ اس فن شریف سے فارغ التحصیل ہوئے اور کتابت شروع کردی جو ذریعہ معاش بہی رہی جب کتابت کی ہر دم بازاری ہونے لگی اور سیاہ و سفید کے مبصر کمیاب ہوگئے تو آپنے کتابت سے دست کش ہوکر جناب قبلہ و کعبہ مولوی روح اللہ صاحب مرحوم و مغفور کی ہان محرری کرلی۔ ایک عرصہ کے بعد محکمہ کلکٹری آگرہ سے الہ آباد منتقل ہوگیا اور مولوی صاحب موصوف بہی الہ آباد جانے لگے تو جناب مصنف سے فرمایا کہ تم بہی میرے ہمراہ چلو جس پر آپنے نہایت حسن معذرت کے ساتھہ مسکراتے ہوے جواب دیا کہ عنایت آپکی اس عنایت اور قدردانی کا بیحد ممنون اور شکر گذار ہے لیکن مجبور ہے کہ

تاحکم کو میٹھا نہین دیکھتا۔ اور بعد جانے مولوی صاحب موصوف کے آپنے اپنا نام فہرست عرائض نویسان مین لکھوا لیا اور عرائض نویسی کرتے رہے یہان تک کہ مسٹر ایکمن صاحب بہادر جج خفیفہ ہو کر آگرہ آئے چونکہ صاحب ممدوح ایک عرصہ تک لکھنؤ رہ چکے تھے اسلئے شعر و سخن سے دلچسپی رکھتے تھے اور اکثر شعرا لکھنؤ کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔ ایک دن کسی اہلکار نے جناب سفلی کا ایک شعر پڑھا صاحب موصوف شعر سنکر پھڑک گئے اور فرمایا کس کا شعر ہے اہلکار مذکور نے جواب دیا کہ کالیخان نامی ایک عرائض نویس ہے اسکا شعر ہے اسی وقت بذریعہ چپراسی مصنف موصوف کو بلوایا اور کلام سننے کیلئے اپنا اشتیاق دلی ظاہر فرمایا جب جناب مصنف نے چند شعر اپنی زبان ظرافت بنیان سے پڑھکر سنائے پھر تو اکثر فرصت کے وقت بلاتے شعر سنتے اور خوش ہوتے۔ ایک مرتبہ جج صاحب نے فرمایا مین چاہتا ہون کہ کسی سرکاری آسامی پر تمکو مامور کر دون جسکے جواب مین نہایت شکریہ کے ساتھ عذر کیا کہ مین اس آزادی مین بہت خوش ہون اور پابندی کا پابند ہو جانا میرے لئے بے لطفی سے خالی نہین ہے۔ یہ سنکر جج صاحب مسکرائے اور خاموش ہو گئے لیکن دوسرے وقت بلوا کر فرمایا کہ ہمنے اقبال دعوی کی تحریر تمہارے لئے مخصوص کر دی آیندہ سوا تمہارے اور کوئی نہ لکھے گا۔ آپنے جج صاحب کی اس عنایت کا شکریہ ادا کیا اور سلام کر کے چلے آئے۔ مگر بخیال دیگر عرائض نویسان دوسری قسم کے سوالات لکھنا بالکل چھوڑ دیا اور تاحیات اقبال دعوی ہی لکھتے رہے اور جو کچھ آمدنی اس ذریعہ سے ہوتی اپنی ضروریات کا کفیل سمجھکر صبر و شکر کے ساتھ زندگی بسر کرتے اور فرصت کے اوقات کو یاران جلسہ کے ساتھ خوش گپیون مین گذارتے اور حوادث ارضی و سماوی سے کبھی دلکو مکدر نہ ہونے دیتے۔ شعر گوئی کیطرف آپکا رجحان ابتدا سے تھا اور آپکے یاران جلسہ شاعر تھے اور فرصت کا وقت شعر و سخن ہی کے ذکر و اذکار مین گذرتا تھا۔ مصنف موصوف خاندان مین پہلے شخص تھے جن کے ہاتھ مین بجائے سیف و نیزہ کے قلم آیا اور جسنے اپنی تیزی اور روانی مین تیغ و تلوار سے زیادہ کاٹ دکھلایا یعنے جو کام انہون نے تلوار سے لیا تھا آپنے قلم سے نکالا آپ اپنے طرز کلام کے خود ہی موجد ہین آپکا رنگ سب سے جدا اور بالکل چوتاہی۔ ظرافت کے پیرایہ مین جو عظیم الشان خدمات آپنے زبان اردو کی انجام دہی مین وہ دنیائے ادب سے مخفی نہین ہین۔ آپکی طبیعت مین فطری ظرافت تھی کوئی فقرہ ایسا نہین ہوتا جو ظرافت سے خالی ہو اس پر لطف یہ کہ میدان ظرافت مین گو سو کی دوڑ لگاتے مگر حدود ادب سے ایکقدم بھی باہر نہ رکھتے اگر آپکی تمام باتین لکھی جائین تو ایک ضخیم کتاب مجموعہ لطائف بنجاتی اور آب زر سے لکھنے کے قابل ہوتی۔ آپ علاوہ مصنف کے مولف بھی ہین یعنی ایک لغت بھی تالیف فرمایا ہے لیکن چونکہ طبیعت قدرتی طور پر جدت پسند تھی اس لئے اسکی ترتیب بھی تمام کتب لغات سے جدا اور نرالی ہے بسلسلہ تو بحساب ابجد ہی شروع ہوا ہے مگر بجائے حرف اول کے حرف آخر لیا گیا ہے جس سے آپکی عرق ریزی اور روشن دماغی کا پورا پورا پتہ چلتا ہے۔ آخر کار وہ دن آنے والا تھا آ گیا۔ یعنی دہم ماہ صفر ۱۳۱۶ھ بروز جمعہ آپنے اس سرائے فانی سے عالم جاودانی کیطرف کوچ فرمایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون"

بغرض فائدہ رسانی عوام دیوان ہذا کی قیمت مع محصولڈاک ۱۲ر رکھی گئی ہے جو حسب ذیل پتہ سے طلب فرمائیے

نیازمند۔ **امیر اللہ خان**۔ برادرزادہ مصنف دیوان ہذا۔ کٹرہ خانخانان آگرہ۔